ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

42

www.tanzeem.org

23تا29اکتوبر2012ء/6تا12ذوالحجہ1433ھ

اس شمارے میں

لوٹ آؤ کہ ابھی وقت ہے!

قربانی کی اصل روح

عیدالاضحیٰ اور روحِ قربانی

فریضۂ حج اور اُس کی شرائط

ملالہ حملہ، پس پردہ گیم اور میڈیا کا ملال

روسی صدر کا دورۂ پاکستان کیوں ملتوی ہوا؟

حضرت خبابؓ بن الارت

سلالہ سے ملالہ تک

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

اسلام، جہاد اور قربانی

ہر وہ کوشش و سعی جو اسلام کی خاطر ہو، وہ جہاد ہے۔ خواہ ایثار جان کی سعی ہو یا قربانیٔ مال و اولاد کی جدوجہد اور یہی حقیقت اسلام ہے کہ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ پس جہاد اور اسلام ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ پس کوئی ہستی مسلم ہو نہیں سکتی جب تک کہ مجاہد نہ ہو اور کوئی مجاہد ہو نہیں سکتا جب تک مسلم نہ ہو۔ اسلام کی لذت اس بدبخت کے لیے حرام ہے جس کا ذوق ایمانی لذت جہاد سے محروم ہو اور زمین پر اگرچہ اس نے اپنا نام مسلمان رکھا ہو، لیکن اس کو کہہ دو کہ آسمانوں میں اس کا شمار کفار کے زمرے میں ہے۔

آج جب ایک دنیا لفظ جہاد کی دہشت سے کانپ رہی ہے، جبکہ عالم مسیحی کی نظروں میں یہ لفظ عفریت مہیب یا ایک حربۂ بے امان ہے، جبکہ اسلام کے مدعیان خود نصف صدی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کفر کی رضا کے لیے اہل اسلام کو مجبور کریں کہ وہ اس لفظ کو لغت سے نکال دیں، جب کہ بظاہر ان نے کفر و اسلام کے درمیان ایک راضی نامہ لکھ دیا کہ اسلام لفظ جہاد کو بھلا چکا ہے، لہٰذا کفر اپنے توحش کو بھول جائے۔ تاہم آج کل کے ملحد مسلمین اور مفسدین کا ایک حزب الشیطان بے چین ہے کہ بس چلے تو یورپ سے درجہ تقرب و عبودیت حاصل کرنے کے لیے تحریف الکلم عن مواضعہ کے بعد سرے سے اس لفظ کو قرآن سے نکال دے۔ میں صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کی حقیقت ہی جہاد ہے۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسلام سے اگر جہاد کو الگ کر لیا جائے تو وہ ایک ایسا لفظ ہوگا جس کے کوئی معنی نہ ہوں۔ ایک اسم ہوگا جس کا مسمّی نہ ہو، ایک قشرِ محض ہوگا جس سے مغز نکال لیا گیا ہو۔

ہاں! اے غارت گران حقیقت اسلامی! اے دشمنانِ متاع ایمانی! اور اے مفسدین ملت و مدعیان اصلاح! قرآن کریم اسی کو حقیقت اسلامی کہتا ہے۔ اسلام کا اعتقاد اسی کے لیے ہے اور اس کی تمام عبادتیں اسی کے لیے ہیں۔ اس کے تمام جسم اعمالی کی روح میں یہی شے ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی یاد کو اس نے ہمیشہ زندہ رکھنا چاہا اور عیدالاضحیٰ کو یوم جشن و مسرت بنایا۔

قرآن کا قانونِ عروج وزوال

مولانا ابوالکلام آزاد

سورۃ یوسف

(آیات 36 تا 38)

الہدیٰ (534)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

آیت ۳۶ ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ﴾ ”اور داخل ہوئے آپؑ کے ساتھ جیل میں دو نوجوان۔“

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھیجا گیا تو اتفاقاً اسی موقع پر دو اور قیدی بھی آپؑ کے ساتھ جیل میں داخل کیے گئے۔

﴿قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ﴾ ”ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب کشید کر رہا ہوں۔“

﴿وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ﴾ ”اور دوسرے نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے اس میں سے کھا رہے ہیں۔“

﴿نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۶﴾ ”ہمیں ان خوابوں کی تعبیر بتا دیجیے‘ ہم آپؑ کو بہت نیکوکار دیکھتے ہیں۔“

ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپؑ دوسرے قیدیوں سے بالکل مختلف ہیں۔ آپؑ اعلیٰ اخلاق اور قابلِ رشک کردار کے مالک ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ آپؑ ہمارے خوابوں کے سلسلے میں ضرور ہماری راہنمائی فرمائیں گے۔

آیت ۳۷ ﴿قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ﴾ ”یوسفؑ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو جو کھانا دیا جاتا ہے اس کے آنے سے پہلے پہلے میں تم دونوں کو اس کی تعبیر بتا دوں گا۔“

جیل میں قیدیوں کے کھانے کے اوقات مقرر ہوں گے۔ آپؑ نے فرمایا کہ آپ لوگ اب تعبیر کے بارے میں فکر مت کرو‘ وہ تو میں کھانا آنے سے پہلے پہلے آپ لوگوں کو بتا دوں گا‘ لیکن میں تم لوگوں سے اس کے علاوہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں‘ لہٰذا اِس وقت تم لوگ میری بات سنو۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ طریقہ ایک داعیِ حق کے لیے راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ ایک داعی کی ہر وقت یہ کوشش ہونی چاہیے کہ تبلیغ کے لیے‘ حق بات لوگوں تک پہنچانے کے لیے جب اور جہاں موقع میسر آئے اس سے فائدہ اٹھائے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ لوگ میری طرف خود متوجہ ہوئے ہیں تو آپؑ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ان کی حاجت کو مؤخر کر کے پہلے انہیں پیغامِ حق پہنچانا ضروری سمجھا۔

﴿ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ﴾ ”یہ اُس علم میں سے ہے جو میرے ربّ نے مجھے سکھایا ہے۔“

آپؑ نے انہی کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنی بات شروع کی اور خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا تعارف کرایا‘ کہ یہ علم مجھے میرے رب نے سکھایا ہے‘ اس میں میرا اپنا کوئی کمال نہیں ہے۔

﴿اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۳۷﴾ ”(دیکھو!) میں نے ترک کر دیا ہے اُس قوم کا راستہ جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے بھی لوگ منکر ہیں۔“

آیت ۳۸ ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ﴾ ”اور میں نے پیروی کی ہے اپنے آباء ابراہیم‘ اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کے طریقے کی۔“

آپؑ کی اس بات سے موروثی اور شعوری عقائد کا فرق سمجھ میں آتا ہے۔ یعنی ایک تو وہ عقائد و نظریات ہیں جو بچہ اپنے والدین سے اپناتا ہے‘ جیسے ایک مسلمان گھرانے میں بچے کو موروثی طور پر اسلام کے عقائد ملتے ہیں۔ اللہ اور رسولؐ کا نام وہ بچپن ہی سے جانتا ہے‘ ابتدائی کلمے اس کو پڑھا دیے جاتے ہیں‘ نماز بھی سکھا دی جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ شعور کی عمر کو پہنچنے کے بعد اپنے آزادانہ انتخاب کے نتیجے میں اپنے علم اور غور و فکر سے کوئی عقیدہ اختیار کرے گا تو وہ اس کا شعوری عقیدہ ہو گا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے اس شعوری عقیدے کا ذکر کیا کہ اگرچہ وہ جن لوگوں کے درمیان زندگی گزار رہے ہیں‘ وہ اللہ‘ اس کے کسی نبی اور وحی وغیرہ کے تصورات سے نابلد ہیں‘ سب کے سب کافر اور مشرک ہیں‘ مگر مجھے دیکھو میں نے اس ماحول کا اثر قبول نہیں کیا‘ اپنے اردگرد کے لوگوں کے نظریات و عقائد نہیں اپنائے‘ بلکہ پورے شعور کے ساتھ اپنے آباء و اَجداد کے نظریات کو صحیح مانتے ہوئے ان کی پیروی کر رہا ہوں‘ صرف اس لیے نہیں کہ وہ میرے آباء و اَجداد تھے‘ بلکہ اس لیے کہ یہی راستہ میرے نزدیک معقول اور عقلِ سلیم کے قریب تر ہے۔

﴿مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ﴾ ”(دیکھو!) ہمارے لیے یہ روا نہیں ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی بھی شے کو شریک کریں۔“

﴿ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۳۸﴾ ”یہ اللہ کا بڑا فضل ہے ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔“

یعنی شرک سے بچنے اور توحید کو اپنانے کا عقیدہ دراصل اللہ کا اپنے بندوں پر بہت بڑا فضل ہے‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس حیثیت میں انسان کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ ان چیزوں کی پرستش کرتا پھرے جنہیں خود اس کی خدمت اور استفادے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

تا خلافت کی بنا‘ دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

23 تا 29 اکتوبر 2012ء — جلد 21
6 تا 12 ذوالحجہ 1433ھ — شمارہ 42

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد‘ طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس‘ ریلوے روڈ‘ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے‘ علامہ اقبال روڈ‘ گڑھی شاہو‘ لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے‘ ماڈل ٹاؤن‘ لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ‘ ایشیا‘ افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ‘ کینیڈا‘ آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ‘ منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادارِیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایوب بیگ مرزا

لوٹ آؤ کہ ابھی وقت ہے!

یہ فیصلہ کرنا بہت دشوار ہے کہ گیارہ سال پہلے جس صلیبی جنگ کا آغاز امریکہ کے سابق صدر بش جونیئر نے اعلانِ عام کے ساتھ کیا تھا اور جسے امریکی اور اہل یورپ یعنی پوری عیسائی دنیا مکمل اتحاد اور یکجہتی کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف لڑ رہی ہے‘ اس جنگ میں مسلمان حکمران خصوصاً پاکستان کے حکمران سب کچھ جانتے بوجھتے اہل کفار کا ساتھ دے رہے ہیں یا مٹی کے یہ مادھو اسے واقعتاً دہشت گردی کے خلاف ایک جنگ سمجھ رہے ہیں۔ اہل نظر میں سے (اہل نظر سے مراد وہ مسلمان ہیں جنہیں رتی بھر شک یا ابہام نہیں کہ یہ جنگ اصلاً مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے یا کم از کم مکمل طور پر مفلوج اور محکوم بنانے کے لیے یہودیوں اور عیسائیوں نے شروع کر رکھی ہے اور اسے دہشت گردی کا نام محض دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے دیا گیا ہے۔) اکثریت کی رائے یہ ہے کہ ہمارے حکمران سب کچھ جانتے ہیں، وہ اس جنگ کی اصل حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں اور اس کے باوجود مسلمانوں اور اسلام سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جبکہ اقلیت کی رائے یہ ہے کہ ہمارے یہ حکمران عقل اور فہم وفراست سے کلیتاً تہی دامن ہیں۔ عیار دشمن ان کے سامنے حالات کی جو تصویر کھینچتا ہے اور جو نقشہ کشی کرتا ہے، وہ اسے من وعن تسلیم کرتے ہوئے اپنی طرف سے دہشت گردی کے خلاف جنگ کر رہے ہیں اور اس غریب قوم کے وسائل اس بے سروپا اور بے چہرہ جنگ میں کم عقلی اور کم فہمی کی بنیاد پر جھونک رہے ہیں۔ اپنے وسائل ہی نہیں چالیس ہزار سے زیادہ انتہائی قیمتی جانیں بھی اس آگ کا ایندھن بن چکی ہیں اور پھر بھی ہمیں معلوم نہیں کہ ہم اس جنگ میں کہاں کھڑے ہیں! ہماری رائے ان دونوں کے درمیان ہے، اگرچہ نتیجہ کے طور پر بات وہی سامنے آئے گی جو اہل نظر کی اکثریت اور اقلیت بھی کہہ رہی ہے اور وہ یہ کہ ہمارے حکمرانوں نے عملی طور پر جو پالیسی اختیار کی ہے وہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ایجنڈے کو آگے بڑھا رہی ہے اور وہ اس ایجنڈے کی تکمیل میں ان کے مدد ومعاون بنے ہوئے ہیں۔ اس حوالہ سے ہماری رائے کیا ہے؟ یعنی ہم کیا سمجھتے ہیں کہ دہشت گردی کی اس نام نہاد جنگ کے حوالہ سے ہمارے حکمرانوں کی ذہنی کیفیت کیا ہے‘ اسے ہم ایک مثال کے ذریعے قارئین کے سامنے لانے کی کوشش کریں گے۔

دورِ نبوی میں دو قسم کے منافق ظاہر ہوتے ہیں، ایک وہ جو مسلمان ہی بدنیتی سے ہوتے تھے، جن کا ذہن یہ ہوتا تھا کہ جو نقصان وہ باہر سے نہیں پہنچا سکے، وہ مسلمانوں کی جماعت میں گھس کر پہنچایا جائے یا کچھ دیر کے لیے مسلمان ہو کر مرتد ہو جاتے تھے، تاکہ یہ تاثر زائل کیا جا سکے کہ جو کوئی ایک بار مسلمان ہو جاتا ہے، وہ مر جاتا ہے، لوٹ کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھتا۔ منافقین کی دوسری قسم وہ سامنے آتی ہے جو ایمان لاتے وقت تو مخلص بھی تھے اور سنجیدہ بھی لیکن ان سے ایمان کے تقاضے پورے نہ ہو سکے۔ وہ ایثار اور قربانی کا جذبہ بروئے کار نہ لا سکے۔ ان سے تکلیفیں اور صعوبتیں برداشت نہ ہو سکیں اور جو اپنے جانی مالی مفادات کے تحفظ کی خاطر مسلمان ہوتے ہوئے بھی اپنا راستہ الگ کر لیتے تھے اور کوئی نہ کوئی عذر پیش کر کے پچھلی صفوں میں بیٹھ کر حالات کا جائزہ لیتے رہتے تھے اور صرف فائدے کی صورت میں مسلمانوں کا ساتھ دیتے تھے۔ ہم قطعی طور پر یہ حق نہیں رکھتے کہ ہم کسی کو باقاعدہ منافق قرار دے دیں۔ یہ مثال ہم نے صرف اپنے حکمرانوں کی ذہنی کیفیت قارئین کو سمجھانے کے لیے دی ہے۔ ہمارے خیال میں ہمارے حکمران چاہے وہ مشرف اور زرداری ہوں یا وہ سیاست دان جو امریکہ کا نام بھی زبان پر لانے سے گھبراتے ہیں، وہ اُمت مسلمہ سے غداری کا ارتکاب سوچ سمجھ کر اور ایک باقاعدہ فیصلہ کر کے نہیں کر رہے بلکہ اپنے مفادات اور اقتدار کے تحفظ کے لیے امریکیوں کی ہاں میں ہاں ملائے چلے جاتے ہیں۔ حکمرانوں میں وہ بھی شامل ہیں جو اس وقت کرسی نشین ہیں یعنی جن کی حکومت ہے اور وہ بھی جو کرسی نشینی کے لیے اس مچھلی کی طرح تڑپ رہے ہیں جو پانی سے باہر نکال دی گئی ہو۔

یہ حکمران امریکہ اور دوسری اسلام دشمن قوتوں کے تمام نہ سہی اکثر مطالبات تسلیم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جب دشمن میٹھی میٹھی باتیں کر کے اور دلائل دے کر ثابت کرتا ہے کہ یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ خطے کے تمام ممالک کے لیے مفید ہے تو لالچی اور مفاد پرست حکمرانوں کا ٹولہ اپنی اندرونی خواہشات کے تحت ان

کے دلائل کو تسلیم کر لیتا ہے اور اپنی تسلی کے لیے خود بھی بہت سی تاویلات گھڑ لیتا ہے اور سوئے ہوئے ضمیر کو مزید تھپکیاں دے کر سلائے رکھتا ہے۔ انسان کی فطرت ہے یا کم از کم جبلت ہے کہ اس کے سامنے کوئی مشورہ یا تجویز کوئی دوسرا شخص اس نوع کی رکھے جس میں خود اس کا بڑا فائدہ ہو یا اس کے مفاد کا تحفظ ہو رہا ہو یا اس کا کوئی لالچ پورا ہو رہا ہو تو وہ اس مشورے کو خود آگے بڑھ کر قبول کرتا ہے اور من گھڑت دلائل سے دوسروں کو بھی مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ اس مشورے کو قبول کر لینے میں قومی اور ملکی مفاد ہے۔ پھر یہ کہ ان کے اردگرد ایسے کرشمہ ساز لوگ موجود ہوتے ہیں جو بوقتِ ضرورت ان کے لیے قرآن وحدیث سے حوالے اور مثالیں بھی ڈھونڈ لاتے ہیں۔

ہم نے اس مضمون کو چھیڑا ہی ہے تو دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ ہم قارئین کو یہ بھی بتائیں کہ جو لوگ امریکیوں اور نیٹو اتحادی سے جنگ کر رہے ہیں جن کے لیے ہمارے دل میں ہمدردی اور نیک جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں، وہ اپنے تمام تر اخلاص وخلوص کے باوجود بعض ایسے اقدامات کرتے ہیں یا ایسے بیانات دیتے ہیں جو حکمت اور تدبر سے عاری ہوتے ہیں۔ اس سے جہاں دشمن کو بہت فائدہ پہنچتا ہے، وہاں ہمارے حکمران بھی اپنی پالیسیاں جاری رکھنے اور دشمن کے ایجنڈے کو اپنا ایجنڈا قرار دے کر ان کا ساتھ دینے میں آسانی محسوس کرتے ہیں۔ اور وہ اپنی اس غلامانہ پالیسی اور رویے کو عوام کے سامنے justify کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بسا اوقات کامیاب بھی نظر آتے ہیں۔ لہٰذا دین دشمن قوتوں کی مزاحمت کرنے والوں کو بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ جس طرح منافقت کفر سے بدتر ہے، اسی طرح منافقانہ رویہ اور طرزِ عمل بھی کافرانہ رویے اور طرزِ عمل سے زیادہ ضرر رساں بلکہ انتہائی مہلک ہے۔ حکومت کے اس رویہ سے عوام مکمل طور پر کنفیوز ہیں، انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہمارا اصل دشمن کون ہے اور ہمیں کس کے ساتھ جنگ کرنا ہے۔ حکومت کو یہ بات سمجھنا چاہیے کہ کوئی جنگ عوامی حمایت اور ان کی پشت پناہی کے بغیر جیتی نہیں جا سکتی اور حکومت پر یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ عوام امریکہ کے مسلم دشمن رویے اور رسالت مآب ﷺ کی توہین کا مرتکب ہونے کی وجہ سے ان سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ جبکہ حکومت امریکہ کی فرنٹ لائن اتحادی بنی ہوئی ہے اور یہ نوشتۂ دیوار ہے کہ اس اتحاد سے پاکستانی افواج، عوام اور حکومت کے لیے کبھی خیر برآمد نہیں ہو سکے گا۔

آخر میں ہم حکمرانوں کی توجہ تاریخ کے اس سبق کی طرف مبذول کروائیں گے کہ جس فرد یا گروہ نے بھی اقتدار اور دولت کی لالچ میں اپنوں کے خلاف غیروں کی مدد کی' غیروں نے حصولِ مقصد کے بعد اسی فرد یا گروہ کو نہ صرف ٹھکانے لگایا بلکہ بدترین انجام سے دوچار کیا۔ ابھی وقت ہے، ابھی پانی سر سے نہیں گزرا۔ لوٹ آئیں کہ صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔ قرآن عظیم کا فیصلہ ہے کہ عیسائی اور یہودی کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ جس نے قرآن پاک کو جھٹلایا (معاذ اللہ) وہ خود نیست و نابود ہو گیا۔ جس نے اللہ کا دامن تھام لیا گویا اس نے مضبوط ترین سہارا حاصل کر لیا۔ کوئی دنیوی طاقت اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ہاں آزمائشیں ہیں جن پر پورا اُترنا ہے--- خدارا! ذرا سر اُٹھا کر اپنے شمال مغرب کی طرف دیکھیں۔ افغان طالبان کیسی کسمپرسی کی حالت میں صرف تعلق مع اللہ کی بنیاد پر اور صرف اللہ پر بھروسا اور اس کی مدد سے دنیا بھر کی مجموعی عسکری قوت کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔ تم تو ایٹمی قوت ہو۔ بھارت تمہاری طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ امریکہ کی ایک لاکھ فوج افغانستان میں تمہارے نشانے پر ہے، وہ تم سے کھلی جنگ کیسے کر سکتا ہے۔ کس بات سے ڈرتے ہو؟ کس چیز کا خوف تمہیں کھائے جا رہا ہے؟ رہا لالچ اقتدار اور دولت کا، کیا ہم تمہیں لکھ کر دے دیں اور اس پر مہر لگا دیں کہ یہ سب کچھ ایک دن تم سے چھن جائے گا' اس لیے کہ یہ اللہ کا فیصلہ ہے اور تاریخ اس کی گواہ ہے' چاہے تم امریکہ کے سامنے زندگی بھر سجدہ ریز ہو۔ لہٰذا ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ لوٹ آؤ، کہ ابھی وقت ہے۔ لوٹ آؤ، کہ ابھی وقت ہے!

بیادِ مجلس اسرار

قربانی کی اصل روح

ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن' مثلاً نماز کا ایک ظاہر ہے' یعنی قیام ہے' رکوع ہے' سجود ہے' قعدہ ہے۔ یہ ایک خول اور ڈھانچہ ہے۔ اس کا ایک باطن ہے' یعنی توجہ اور رجوع الی اللہ' خشوع وخضوع' بارگاہِ رب میں حضوری کا شعور وادراک' انابت' محبت الٰہی..... نماز کی اصل روح اور جان تو یہی چیزیں ہیں۔ اس طرح جانور کو ذبح کرنا اور قربانی دینا ایک ظاہری عمل ہے۔ یہ ایک خول ہے۔ اس کا ایک باطن بھی ہے اور وہ ''تقویٰ'' ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کی سورۃ الحج میں قربانی کے حکم کے ساتھ (آیت 37 میں) متنبہ کر دیا گیا کہ:

''اللہ تک نہیں پہنچتا ان قربانیوں کا گوشت اور ان کا خون' ہاں اس تک رسائی ہے تمہارے تقویٰ کی''۔

اگر تقویٰ اور روحِ تقویٰ موجود نہیں' اگر یہ ارادہ اور عزم نہیں کہ ہم اللہ کی رضا کے لئے مالی وجانی قربانی دینے لئے تیار ہیں تو اللہ کے ہاں کچھ بھی نہیں پہنچے گا۔ یعنی ہمارے نامۂ اعمال میں کسی اجر وثواب کا اندراج نہیں ہوگا۔ گوشت ہم کھا لیں گے' کچھ دوست احباب کو بھیج دیں گے' کچھ غرباء کھانے کو لے جائیں گے' کھالیں بھی کوئی جماعت یا دارالعلوم والے لے جائیں گے۔ لیکن اللہ تک کچھ نہیں پہنچے گا' اگر وہ روح موجود نہیں ہے..... وہ روح کیا ہے؟ وہ تو امتحان' آزمائش اور ابتلاء ہے' اور اس میں کامیابی کا وہ تسلسل ہے جس سے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری زندگی عبارت ہے۔

ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم سوچیں' غور کریں اور اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں کہ کیا واقعتاً ہم اللہ کی راہ میں اپنے جذبات واحساسات کی قربانی دے سکتے ہیں؟ کیا واقعتاً ہم اللہ کے دین کی خاطر اپنے وقت کا ایثار کر سکتے ہیں؟ کیا ہم اپنے ذاتی مفادات کو اللہ اور اس کے دین کے لئے قربان کر سکتے ہیں؟ اپنے علائق دنیوی' اپنے رشتے اور اپنی محبتیں اللہ کے دین کی خاطر قربان کر سکتے ہیں؟ اگر ہم یہ سب کر سکتے ہیں تو عیدالاضحیٰ کے موقع پر یہ قربانی بھی نورٌ علیٰ نور ہے..... اور اگر ہم اللہ کے دین کے لئے کوئی ایثار کرنے کے لئے تیار نہیں تو جانوروں کی یہ قربانی ایک خول اور ڈھانچہ ہے جس میں کوئی روح نہیں۔ بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا' تلقینِ غزالی نہ رہی!

(بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب ''عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی'' سے ایک اقتباس)

عیدالاضحیٰ اور روحِ قربانی

قرآن و سنت کی روشنی میں

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے سابقہ خطاباتِ جمعہ سے ماخوذ تحریر

عیدالاضحیٰ اسلام کے دو عظیم تہواروں میں سے ایک تہوار ہے' جسے نہایت باوقار انداز میں منایا جاتا ہے۔ اسلامی تہوار متانت' سنجیدگی' وقار کا بہترین شاہکار ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہؓ نے اس کی مثالیں قائم کی ہیں۔ اقبال کا شعر ہے۔

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

پس شکوہ عید بجا سہی مگر عیدالاضحیٰ سنجیدگی اور وقار کی بھی متقاضی ہے۔ عام طور پر خوشی کے مواقع پر جشن منایا جاتا ہے، لیکن ہمارے دین نے ہمیں خوشی کے اظہار کا بھی ایک قرینہ اور سلیقہ سکھایا ہے۔ چاہئے کہ مسلمان عیدین کے تہوار اِس سنجیدگی اور وقار سے منائیں جس سے اُن کے بنیان مرصوص اور ملت واحدہ ہونے کا اظہار ہو، اُن کی ہیئت اجتماعیہ نمایاں ہو۔ نماز عید جس کے لیے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کسی کھلے میدان میں ادا کی جائے یا پھر کسی بڑی مسجد میں لوگ اکٹھے یہ نماز ادا کریں، اس سے بھی مقصود یہی ہے کہ امت کی وحدت اور شان و شوکت کا اظہار ہو، دنیا والے یہ دیکھیں کہ مسلمان ایک ملت ہیں، ایک جماعت ہیں، ان کا ایک امیر ہے، اس جماعت کا نظم ہے، اس کا ایک ڈسپلن ہے، اس لیے کہ اس ڈسپلن کو دیکھ کر بھی بہت سے لوگ اسلام سے متاثر ہوتے اور اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ اخبارات میں نومسلموں کے قبول اسلام کے حالات چھپتے رہتے ہیں۔ کئی نومسلموں کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کا کوئی اجتماع جمعہ دیکھا، وہ نماز جمعہ کے لیے مسلمانوں کی صف بندی، نظم، ڈسپلن اور سنجیدگی و متانت سے بے حد متاثر ہوئے، اور بالآخر دائرہ اسلام میں آ گئے۔ تو عید سے مسلمانوں کا شکوہ، وقار اور اجتماعیت کا اظہار ہونا چاہیے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ۔

عیدِ آزاداں شکوہِ ملک و دیں
عیدِ محکوماں ہجومِ مومنیں

اس دن کے ساتھ ایک عظیم قربانی وابستہ ہے، جس کی بنا پر یہ عید عیدالاضحیٰ قرار پاتی ہے۔ ہم جب بھی لفظ'' قربانی'' سنتے ہیں، تو اس سے ہمارے ذہنوں میں قربانی کا مخصوص تصور آ جاتا ہے۔ لیکن بنیادی سوال یہ ہے کہ '' قربانی'' کا اصل مفہوم کیا ہے؟ 'قربانی' کا لفظ قرب سے نکلا ہے۔ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے جو کام کیا جائے، جو نذرونیاز پیش کی جائے، وہ قربانی ہے۔

سورۃ المائدہ میں ہابیل اور قابیل کے قصے میں فرمایا:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ﴾

(آیت: 27)

''اور (اے نبیؐ) اُن کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل سچے ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے (اللہ کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔''

ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے، لہٰذا اُسی کا دیا ہم اُس کے حضور پیش کرتے ہیں کہ پروردگار، ہماری طرف سے یہ نذرونیاز ہے، اسے قبول فرما۔ یہ نذرانہ قربانی اس لیے ہوتا ہے کہ عام زندگی میں انسان اللہ کی راہ میں کچھ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ قربانی اس بات کا مظہر ہے کہ ہاں ایک قابل ذکر شے تھی جو بندے کی طرف سے اللہ کے حضور پیش کی گئی۔

یہ روز سعید قربانی کا وہ عظیم واقعہ یاد دلاتا ہے جو دراصل اسلام کی روح کا پتہ دیتا ہے۔ اسلام کی روح کیا ہے' یہ ہمارے سامنے ہونا ضروری ہے۔ ہم مسلمان ہیں' ہم اسلام کے نام لیوا ہیں۔ ہمارا دین اسلام ہے۔ اسلام کا مطلب ہے: اللہ کے ہر حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا' اور اس کی روح یہ ہے کہ انسان کا ہر عمل اور اس کی پسند و ناپسند اللہ کی مرضی کے تابع ہو جائے۔ اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا مندی کی خاطر وہ بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے ہر وقت تیار رہے' یہاں تک کہ اپنی عزیز ترین متاع کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کرے۔ یہ ہے اصل روح اسلام۔ چنانچہ اسی طرزِ عمل کا عظیم مظاہرہ تاریخ انسانی میں آج سے ساڑھے چار ہزار برس قبل ہوا' جب سو سالہ بوڑھے والد حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ اپنے لختِ جگر کو اللہ کے اشارے پر قربان کرنے کی نیت سے منیٰ کی وادی میں لے گئے اور اُن کی گردن پر چھری چلا دی تھی۔

اس واقعہ کا ذکر سورۃ الصافات میں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑھاپے میں صالح بیٹے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی۔ آپ کی دعا کے الفاظ یہ ہیں:

﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۝﴾ (آیت:100)

''اے رب بخش دے مجھ کو کوئی نیک بیٹا''۔

آپؑ کی دعا قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۝﴾ (آیت:101)

''پھر ہم نے اس کو خوشخبری دی ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا''۔

چنانچہ 87 برس کی عمر میں آپ کے بیٹے حضرت

اسمٰعیلؑ کی ولادت ہوئی۔ جب بیٹا تیرہ سال کا ہوا اور آپؑ کی عمر سو سال ہوئی' آپ کو خواب میں اشارہ ملا کہ بیٹے کو ذبح کر دو۔ بیٹے سے بات ہوئی۔ اس نے بھی کہا: ابا جان جو حکم ہو سر آنکھوں پر۔ باپ بیٹے کا سوال اور جواب بایں الفاظ نقل ہوا:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۝﴾

(آیت:102)

''پھر جب پہنچا اُس کے ساتھ دوڑنے کو' کہا (ابراہیمؑ نے) اے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں' پھر دیکھ تو تیری کیا رائے ہے؟ بولے (اسمٰعیلؑ) اے باپ! کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو ان شاءاللہ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا''۔

آگے الفاظ آئے ہیں: ﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا......﴾ ''جب (باپ بیٹا) دونوں نے اسلام کی روش اختیار کی یعنی سرِ تسلیم خم کر دیا''۔ ''اَسْلَمَا'' کا لفظ باب افعال سے تثنیہ مذکر غائب' ماضی معروف کا صیغہ ہے۔ اِسی سے مصدر ''اسلام'' آتا ہے۔ جس کے معنی ہیں: فرماں برداری' اطاعت گزاری' سرِ تسلیم خم کر دینا' اور اللہ کے احکام کی کامل اتباع۔ ﴿وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ۝﴾ ''اور باپ نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل' پچھاڑ دیا (ذبح کرنے کے لیے)'' روایات میں آتا ہے کہ چھری بھی چلا دی تھی' لیکن اللہ کو بس امتحان لینا مقصود تھا۔ چنانچہ فرمایا:

﴿وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۝﴾ (آیات:104-105)

''ہم نے اُس کو یوں پکارا کہ اے ابراہیم! تو نے (اپنا) خواب سچ کر دکھایا۔ ہم یوں ہی بدلہ دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو۔''

گویا تم اپنے امتحان میں کامیاب ہو گئے' بلکہ تمہیں اِس شان سے کامیابی ملی ہے' کہ خود اللہ تعالیٰ نے تحسین کی' اور آپ کو شاباش دی' فرمایا:

﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ۝﴾ (آیت: 106)

''یقیناً یہ کھلی آزمائش تھی۔''

آگے فرمایا:

﴿وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۝ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ۝﴾ (آیات: 107-108)

''ہم نے فدیے کے طور پر انہیں (حضرت ابراہیمؑ کو) ذبحِ عظیم سے نوازا۔ اور اس (سنت) پر باقی رکھا بعد میں آنے والوں میں سے بھی ایک گروہ کو''۔

اِس میں دراصل عید الاضحیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ ہم عید کے موقع پر اِسی واقعہ کی یاد مناتے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! یہ قربانیاں کیا ہیں؟'' آپؐ نے فرمایا: ''یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہیں۔''

عید الاضحیٰ کا اصل پیغام یہی ہے کہ بندۂ اللہ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے' قربانی کی روح یہ ہے کہ آدمی اللہ کی رضا کی خاطر بڑی سے بڑی شے قربان کرنے کے لیے تیار رہے۔ چنانچہ سورۃ حج میں' جہاں قربانی کا تذکرہ ہے' فرمایا:

﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ ۭ......﴾ (آیت:37)

''(یہ جو تم ذبح کرتے ہو قربانی کے جانوروں کو ان کا گوشت اللہ تک پہنچتا ہے' نہ ہی خون پہنچتا ہے' بلکہ اللہ تک پہنچنے والی چیز تو تمہارا تقویٰ ہے''۔

ایک تو قربانی کا ظاہری عمل ہے کہ قربانی کا جانور اچھے سے اچھا ہو، وہ شرائط پر پورا اُترے۔ اور ایک اُس کی روح ہے۔ قربانی کی روح جیسا کہ پیچھے بتایا گیا تقویٰ ہے۔ اللہ نے یہاں واضح فرما دیا کہ اللہ تک تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا کہ تم اپنی ساری توجہ قربانی کے ظاہر پر مرکوز کر لو۔ نہیں، بلکہ اصل شے تمہارے دلوں میں اللہ کا ڈر، اُس کی ناراضی کا خوف ہے۔ اُس کی حشیت ہے، یہی چیز اللہ کو پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیت کو دیکھے گا۔ وہاں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ تم میں سے کس نے سب سے مہنگا اور سب سے بڑا بکرا یا بیل قربان کیا تھا۔ اللہ یہ دیکھے گا کہ تم نے کس نیت

پریس ریلیز (19 اکتوبر 2012ء) حافظ عاکف سعید

امریکہ کے ایما پر شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کیا گیا تو یہ قوم و ملک ہی نہیں' دین اور ملت اسلامیہ سے بھی غداری ہوگی

زخمی ملالہ کے کندھوں کو شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کے لئے استعمال کرنا انتہائی گھٹیا حرکت ہوگی

امریکہ کے ایما پر شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کیا گیا تو یہ قوم و ملک سے ہی نہیں' دین اور ملت اسلامیہ سے بھی غداری ہوگی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ سوات کی ملالہ پر قاتلانہ حملہ انتہائی قابل مذمت ہے لیکن زخمی ملالہ کے کندھوں کو شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کے لئے استعمال کرنا انتہائی گھٹیا حرکت ہوگی۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ اور یورپ نے ملالہ پر حملے کو جس طرح میڈیا میں اٹھایا ہے اس سے یہ پورا واقعہ شکوک و شبہات کی نظر ہو گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حیرت کی بات ہے کہ اُس امریکہ کو ملالہ کے زخمی ہونے پر شدید دکھ اور رنج پہنچا ہے اور وہ اس کی مذمت کر رہا ہے جو خود تاریخ کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ لیبیا' عراق اور افغانستان میں خون کی ندیاں بہا چکا ہے۔ ڈرون حملوں سے بے گناہ اور معصوم مردوں کے علاوہ عورتوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کا قتل عام اُس کا معمول بن چکا ہے۔ اُنہوں نے پاکستان کے میڈیا خصوصاً الیکٹرانک میڈیا پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ آنکھیں بند کر کے امریکہ اور یورپ کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑتے ہیں' حالانکہ اب یہ بات آشکارا ہو چکی ہے کہ امریکہ ہمارا اصل دشمن ہے اور وہ پاکستان کے خلاف کوئی بڑا اقدام اٹھانے کی تیاریاں کر رہا ہے اور عوامی رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنے کے لئے مختلف ڈرامے سٹیج کر رہا ہے۔ اُنہوں نے میڈیا پر چلنے والے U.S.aid کے لمبے لمبے اشتہارات کو رشوت قرار دیتے ہوئے کہا کہ اشتہارات حاصل کرنا میڈیا کا حق ہے لیکن میڈیا کو ملکی مفادات کا تحفظ کرنا چاہیے اور حب الوطنی کا تقاضا ہے کہ صرف وہ بات کریں جو پاکستان کے مفادات کا تحفظ کرے اور خلاف اسلام نہ ہو۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی پاکستان)

سے قربانی کی۔ آیا تمہارے پیشِ نظر ریاکاری اور دکھاوا تھا یا قربانی کا سچا جذبہ اور تم اس نیت سے جانور قربان کر رہے تھے کہ مجھ سے میرا اللہ راضی ہو جائے۔ آیا تم نے موٹا تازہ قربانی کا جانور ذبح کرنے ہی پر اکتفا کی تھی یا اس بات کا تہیہ کیا تھا کہ جس طرح اللہ کی رضا کے لیے میں یہ جانور ذبح کر رہا ہوں، اسی طرح میں اللہ کے ہر فیصلے کے سامنے اپنے نفس، اپنی انا اور اپنی خواہشات کو بھی قربان کروں گا اور ضرورت پڑی تو جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ کے راستے میں آ جاؤں گا۔ اور اپنا سب کچھ راہ خدا میں نچھاور کر دوں گا۔ یہی قربانی کی روح ہے۔ یہ روح اگر بیدار رہے گی تو اس اُمت کے اندر جان رہے گی۔ اُس پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے اغیار سو بار سوچیں گے۔ لیکن اگر یہ روح ختم ہو جائے گی تو پھر امت دشمنوں کے لیے تر نوالہ ثابت ہوگی۔ کفر یہ قومیں جیسے چاہیں گی اُسے کاٹ کھائیں گی۔ اُس کے خطوں پر قبضہ کریں گی۔

عید قربان کے دن جب ہم اللہ کے حکم سے اس عظیم قربانی کی یاد میں جانور کی گردن پر چھری پھیریں تو اس شعوری ارادے کے ساتھ پھیریں کہ اللہ کے حکم اور اس کی منشاء کے مقابلے میں اپنے نفس، اپنی انا، اپنی سوچ، اپنی عقل اور اپنی ہر غلط روش کو ترک کر دیں گے۔ اسی طرح غیر اسلامی رسوم و رواج، جو ہمارے ہاں فروغ پا چکے ہیں، غیر اسلامی ثقافت، غیر اسلامی معیشت، سب پر شریعت کی چھری چلائیں گے۔ اس عزم کے ساتھ اگر ہم قربانی کے جانور قربان کریں گے، تو یقیناً یہ قربانی اللہ کے ہاں مقبول ہوگی۔

عید کے روز جب کہ ہم خوشی منا رہے ہوں ہمیں چاہیے کہ ملکی حالات کی بہتری کے لیے بھی خاص طور پر دعا کریں۔ اس لیے کہ بظاہر ہمارے حالات بہت مایوس کن اور حوصلہ شکن ہیں۔ پینسٹھ سال پہلے اللہ نے ہمیں آزادی اور خودمختاری کی جو دولت عطا فرمائی تھی، وہ ہم سے چھن چکی ہے۔ آزادی ہمارے ہاتھوں سے نکل چکی ہے۔ چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ امریکی ڈکٹیشن پر ملک چل رہا ہے۔ قوم افتراق اور انتشار کا شکار ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے کہا تھا۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

یعنی تمہارے اسلاف سچے مسلمان تھے۔ وہ صحیح طور پر اسلام پر عمل پیرا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت بخشی تھی، غلبہ و اقتدار عطا فرمایا تھا۔ اور تم نے قرآن کو ترک کر دیا، دین کو چھوڑ دیا، شریعت سے بیوفائی کی، لہٰذا ذلت و رسوائی تمہارا مقدر ٹھہری۔

ہماری رسوائی کا سبب قرآن حکیم سے دوری ہے۔

ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ لیکن ہماری پینسٹھ سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ہم نے یہاں پر حقیقی اسلام کو قائم اور غالب کرنے اور شریعت کو نافذ کرنے کی بجائے سیکولرازم کو فروغ دیا۔ ہم نے اسلامی معاشرت اور تمدن پر مغربی کلچر اور ہندوانہ تمدن کو ترجیح دی۔ اِسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہماری زندگی پاکیزہ اسلامی کلچر کی روشنی سے کوسوں دور، غیر اسلامی ثقافت کے دھندلکوں میں کھو گئی ہے۔ اقبال نے اسی پر کہا تھا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اسی طرح معیشت کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کی بجائے ہم نے سودی معیشت کو فروغ دیا، اس کی بنیادوں کو مستحکم کیا، حالانکہ سودی معیشت کے بارے میں اللہ کا واضح حکم ہے:

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ ......﴾
(البقرۃ:279)

''اگر تم سود کو نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ''

گویا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ تمہارے خلاف جنگ کا الٹی میٹم دے رہے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ وہ قوم کیونکر فلاح پا سکتی ہے، جو اللہ تعالیٰ سے برسرِ پیکار ہو۔ آج ہم اپنی بداعمالیوں کے سبب پستی کا شکار ہیں، اور دین سے بغاوت کا نتیجہ ہے جو ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ آئے روز نئے سے نئے بحران ہمارے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔ اقبالؒ نے کیا خوب کہا تھا۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

سوال یہ ہے کہ اس صورت حال سے نجات کی کوئی صورت بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہمارے دیرینہ مرض کا علاج ہے تو وہ کیا ہے؟ مایوسی کفر ہے۔ اللہ کی رحمت سے نااُمید ہونا مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔ یہ صورتحال اگرچہ پریشان کن ہے، مگر لاعلاج نہیں۔ اس زبوں حالی کا تدارک ممکن ہے۔ اِس کی واحد صورت رجوع الی اللہ ہے۔ اقبالؒ کہتے ہیں۔

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

حضرت ابراہیمؑ ہر قسم کے باطل سے قطع تعلق کر کے ایک اللہ کے ہو گئے تھے۔ انہیں اسباب پر نہیں، اللہ تعالیٰ پر کامل یقین تھا۔ وہ اللہ کے حکم پر اپنی ہر محبوب شے کو قربان کرنے کے تیار ہو گئے۔ حتیٰ کہ اپنے تیئں چہیتے بیٹے کو بھی رضائے الٰہی کی قربان گاہ پر قربان کر ڈالا۔ انہوں نے اللہ کے ہر حکم کو مقدم اور ترجیح اول سمجھا۔ اگر آج ہم اس اسوۂ ابراہیمی کو اختیار کر لیں، تو حالات بدل سکتے ہیں، اللہ کی مدد آ سکتی ہے، اور تائید غیبی ہمیں حاصل ہو سکتی ہے۔ شرط یہ ہے، ہمیں اللہ پر کامل یقین ہو اور اُس کی کامل وفاداری کی جائے۔ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں ہم انفرادی سطح پر بھی مسلمانوں کا سا کردار ادا کریں، اور اجتماعی سطح پر بھی اسلامی نظام کو قائم اور غالب کریں اور وطن عزیز کو اسلامی نظام کا رول ماڈل بنا دیں جو دنیا کے سامنے ایک درخشاں مثال ہو۔ یہی قائداعظم اور علامہ اقبال کا خواب تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

مسجد دار السلام لاہور میں نماز عیدالاضحیٰ

مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں نمازِ عید

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

محترم ڈاکٹر عارف رشید صاحب

پڑھائیں گے

☆ نماز ٹھیک 7:15 پر کھڑی ہو جائے گی ☆ ڈاکٹر صاحب کا خطاب نمازِ عید کے بعد ہوگا

فریضۂ حج اور اُس کی شرائط

حافظ محمد زاھد
pmzahids@yahoo.com

توحید و رسالت کی شہادت کے بعد نماز‘ روزہ‘ زکوٰۃ اور حج اسلام کے عناصرِ اربعہ ہیں۔ ایسی کئی احادیث ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے ان پانچوں چیزوں کو اسلام کے ارکان اور ستون بتایا ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

> ’’اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں‘ نماز قائم کرنا‘ زکوٰۃ ادا کرنا‘ بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔‘‘ (متفق علیہ)

ان عبادات میں سے نماز اور روزہ خالص بدنی‘ زکوٰۃ خالص مالی‘ جبکہ حج بدنی اور مالی عبادات کا مجموعہ ہے۔ اس لیے کہ اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور انسانی جسم کی توانائیاں بھی۔

حج کے لغوی معنی ہیں: عظمت والی جگہ کا ارادہ کرنا‘ جبکہ حج کی شرعی تعریف یہ ہے: اقامت نسک کے ارادہ سے بیت اللہ کا قصد کرنے کا نام حج ہے (بحوالہ مفردات القرآن)

فرضیتِ حج کی شرائط

حج کی شرائط دو قسم کی ہیں: (1) حج کے فرض ہونے کی شرائط (2) حج کی ادائیگی کی شرائط۔ حج ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے‘ بلکہ حج کے فرض ہونے کی چند شرائط ہیں جو ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

(1) مسلمان ہونا: حج اور اسلام کی باقی عبادات کے فرض ہونے کی اولین شرط اسلام ہے۔ کسی بھی غیر مسلم پر اسلام کی کوئی عبادت فرض نہیں ہے۔

(2) آزاد ہونا: آزادی حج کی دوسری شرط ہے اس لیے کہ غلام اگر اپنی غلامی کے دنوں میں کئی حج بھی کر لے‘ لیکن جب وہ آزاد ہوگا تو اس کے ذمے حج فرض ہوگا۔ اس نے غلامی کے دنوں میں جو حج کیے ہیں اُن کی حیثیت نفلی حج کی ہوگی۔

(3) بالغ ہونا: حج کی تیسری شرط بلوغت ہے۔ اگر کوئی نابالغ حج کرتا ہے تو اس کا یہ حج نفلی شمار ہوگا اور جب وہ بالغ ہوگا تو اسے اپنا فرض حج ادا کرنا ہوگا —— نابالغ بچہ اگر اپنے والدین کے ساتھ حج پر جاتا ہے تو اس کو حج کے تمام افعال ادا کرنے چاہئیں اور اگر وہ خود حج کے افعال ادا نہیں کر سکتا تو والدین کو چاہیے کہ وہ اسے اُٹھا کر سارے افعال ادا کریں، تا کہ اس بچہ کو بھی حج کا ثواب ملے۔

(4) عاقل ہونا: اگر کوئی شخص پاگل یا مجنون ہے تو اس کے ذمے حج فرض نہیں ہے۔ پاگل اور مجنون شریعت کے کسی حکم کے مکلف ہی نہیں ہیں، اس لیے ان پر کچھ فرض نہیں۔ البتہ اگر کوئی پاگل یا مجنون تندرست ہو جائے تو اس کے ذمے حج فرض ہے۔

(5) صاحب استطاعت وقدرت ہونا: حج کے لیے ایک شرط صاحب استطاعت وصاحب قدرت ہونا ہے۔ اگر کسی شخص میں مندرجہ بالا چاروں شرائط موجود ہیں لیکن اس کے پاس مکہ مکرمہ جانے کے لیے سواری‘ زادِ راہ اور قدرت نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہیں ہے۔ اس بارے میں وضاحت قرآن وحدیث دونوں میں موجود ہے۔ سورۂ آل عمران میں فرمایا گیا:

> ’’اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔ اور جس نے کفر کیا تو اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔‘‘ (آیت 97)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ’’جو شخص زادِ راہ اور سواری کا مالک ہے جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا دے اور وہ حج نہ کرے تو پھر کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی مرے یا عیسائی۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا: ’’اللہ کے واسطے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اُس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں۔‘‘ (سنن الترمذی)

حج کی ادائیگی کی شرائط

جس شخص میں حج کی فرضیت کی مندرجہ بالا پانچوں شرائط پائی جائیں اس پر حج فرض ہے۔ اب اس حج کو ادا کرنے کا مرحلہ آتا ہے۔ حج کی ادائیگی کی بھی چند شرائط ہیں۔ یہ شرائط جس شخص میں پائی جائیں گی اس کے ذمے خود سے حج ادا کرنا ضروری ہوگا۔ اس صورت میں یہ شخص اپنی جگہ کسی اور کو حج کے لیے نہیں بھیج سکتا۔

(1) صحت مند ہونا: حج کی ادائیگی کی اولین شرط صحت مند اور تندرست ہونا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا بیمار ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کا سفر نہیں کر سکتا تو اس پر خود سے حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے۔

(2) راستے کا پُرامن ہونا: اگر راستہ پُرامن نہیں ہے تو اس صورت میں بھی اس شخص پر حج کی ادائیگی ضروری نہیں ہے‘ لیکن اب چونکہ ہوائی جہاز جیسی سفری سہولیات میسر ہیں کہ انسان ہزاروں میل کا سفر گھنٹوں میں طے کر لیتا ہے تو اب یہ شرط تقریباً معدوم ہو چکی ہے۔

(3) عورت کے لیے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا: مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ عورت پر حج فرض ہونے کی ایک اضافی شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا محرم ہو۔ عورت کا بغیر شوہر یا محرم کے حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ’’کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے اور نہ کوئی عورت سفر کرے مگر اس کے ساتھ محرم ہو‘‘۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں فلاں غزوہ میں شرکت کے لیے میرا نام لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی حج کی ادائیگی کے لیے نکلی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر!‘‘ (متفق علیہ)

ہمارے معاشرے میں اس حوالے سے کافی کوتاہیاں دیکھنے میں آتی ہیں‘ مثلاً (1) عورتیں بغیر محرم کے حج کے لیے چلی جاتی ہیں۔ (2) ایک عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہوتا ہے تو دوسری عورت اس عورت کے ساتھ چلی جاتی ہے کہ چلو ایک کے ساتھ تو محرم ہے نا‘ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ (3) منہ بولے بھائی محرم نہیں ہوتے، اس لیے ان کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں ہے۔ (4) پاکستانی قانون کے مطابق چونکہ عورت بغیر محرم کے نہیں جا سکتی، اس لیے عورتیں گروپ لیڈر یا کسی غیر محرم کو محرم بنا کر حج پر چلی جاتی ہیں ایسا کرنے میں دو گناہ لازم آتے ہیں ایک غلط بیانی کا اور ایک بغیر محرم کے حج پر جانے کا۔

(4) عورت کا عدت میں نہ ہونا: عورت کے لیے ایک اور اضافی شرط یہ بھی ہے کہ وہ عدت میں نہ ہو۔ عدت بھی حج کی ادائیگی کے لیے رکاوٹ ہے۔

ہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اگر کوئی عورت بغیر محرم کے یا عدت کے دوران میں حج پر چلی جاتی ہے تو اگرچہ اس صورت میں اس کا فرض حج تو ادا ہو جائے گا‘ لیکن بغیر محرم کے یا دورانِ عدت سفر کرنے کا گناہ اس کے سر رہے گا۔

استطاعت کے باوجود حج میں تاخیر کرنا!

ہمارے معاشرے میں یہ کوتاہی عام ہوتی جا رہی ہے کہ ایک شخص میں حج کے فرض ہونے اور حج کی ادائیگی کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں لیکن وہ بلاوجہ حج کرنے میں تاخیر کرتا رہتا ہے۔ ایسا کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ امام شافعی اور امام محمد کے علاوہ باقی تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود حج میں تاخیر کرتا ہے تو وہ اس تاخیر کی وجہ سے گناہگار ہے۔ (باقی صفحہ 12 پر)

ملالہ حملہ، پس پردہ گیم اور میڈیا کا ملال

محبوب الحق عاجز

مینگورہ کی 14 سالہ طالبہ ملالہ جس نے گل مکئی کے نام سے بی بی سی میں اپنی ڈائری سے شہرت پائی، پر ہونے والا حملہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ یہ بہیمیت اور سفاکیت کی دردناک مثال ہے۔ ہم جس دین کے پیروکار ہیں وہ انسانی جان کی حرمت کا درس دیتا ہے، اور انسان کی جان، مال اور عزت و آبرو پر حملہ سے سختی سے منع کرتا ہے۔ رسول خداؐ نے اپنے آخری خطبہ میں واضح انداز میں فرما دیا کہ تمہاری جان، مال اور عزت و آبرو اسی طرح محترم ہے جیسے آج کا یہ دن ہے۔ اسلام دین رحمت ہے، دین انسانیت ہے۔ وہ حالت جنگ میں بھی خواتین، بوڑھوں اور بچوں کے قتل کا روادار نہیں، یہاں تک کہ وہ درختوں کو بھی کاٹنے سے منع کرتا ہے۔ اسلام کے پیروکاروں میں سے کون ہوگا جو ایسے سفاکانہ فعل کی ستائش کرے۔ یقیناً ہر مسلمان زبان، علاقہ اور مسلک کے تعصبات سے بالاتر ہو کر اس کی مذمت ہی کرے گا۔ جب شقاوت قلبی اور سنگدلی اس انتہا کو جا پہنچے کہ دن دہاڑے سکول جاتے ہوئے بچوں کو شناخت کر کے گولیوں کا نشانہ بنایا جانے لگے تو پھر اللہ کے غضب سے پناہ مانگنی چاہیے۔ بچے تو گلشن نبویؐ کے پھول ہیں۔ انہیں مسلنا عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف نہیں تو اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ملالہ حملہ پر غم و غصہ بجا، لیکن ''یہ انسانیت پر حملہ ہے'' ''یہ پاکستان پر حملہ ہے'' ''یہ پاکستان کی بیٹی پر حملہ ہے'' ''یہ تعلیم پر حملہ ہے'' کی پُر شور فضا میں جہاں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی اور ہر شخص بے سوچے سمجھے بولے جا رہا ہے، کچھ دیر ٹھہر کر ٹھنڈے دل و دماغ سے یہ دیکھنا چاہیئے کہ ملالہ پر حملہ کے پس پردہ اصل کردار کون ہے؟ اور حقیقی گیم کیا ہے؟

اس واقعہ کی سرکاری کہانی کے مطابق ملالہ پر حملہ کی سازش افغانستان کے صوبہ کنڑ میں ملا فضل اللہ نے تیار کی اور اُسی نے اپنے کارندے یہاں بھیج کر اس پر عمل درآمد کرایا۔ لیکن شواہد و واقعات کسی اور ہی حقیقت کی غمازی کرتے ہیں۔ ملالہ پر حملہ سکول سے گھر واپس جاتے ہوئے تقریباً بارہ بجے ہوا۔ اس واقعہ کی خبر سب سے پہلے امریکی نیوز چینل CNN نے ساڑھے بارہ بجے بریکنگ نیوز کے طور پر نشر کی۔ جس کے بعد 12:40 پر ہمارے نجی چینلوں نے بھی تحقیق کئے بغیر اُسے نشر کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً ڈیڑھ بجے امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کے ایک صحافی ڈکلین واش نے مبینہ طور پر تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان احسان اللہ احسان سے خصوصی گفتگو کو بریکنگ نیوز کے طور پر پیش کیا۔ امریکی صحافی کے بقول طالبان ترجمان نے اس واقعہ کی ذمہ داری قبول کی، لیکن جو بات اس سٹوری کو مشکوک بناتی ہے، وہ یہ بنیادی سوالات ہیں کہ طالبان کسی بھی واقعے کے بعد آخر امریکی اور مغربی ذرائع ابلاغ ہی سے رابطہ کیوں کرتے ہیں؟ وہ کسی مقامی چینل کو فون کر کے ذمہ داری قبول کیوں نہیں کرتے؟ اُن کی کالیں ٹریس کیوں نہیں ہوتیں؟ اُن کے فون سیٹلائٹ کی رینج میں کیوں نہیں آتے؟ اور وہ کیوں ایک جگہ سے بآسانی دوسری جگہ چلے جاتے ہیں؟

ایسا دکھائی دیتا ہے کہ طالبان کے نام سے جو لوگ دہشت گردانہ کارروائیاں کرتے اور پھر اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں وہ بلیک واٹر کے تیار کردہ لوگ ہیں، جنہوں نے پورے ملک بالخصوص قبائلی علاقوں میں اپنا نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے۔ وہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ایسی کارروائیاں کر کے طالبان کو بدنام کرتے اور مجاہدین کے خلاف طاقت کے استعمال کا جواز فراہم کرتے ہیں۔ سوات میں ایک عورت کو زنا کے الزام میں کوڑے مارنے سے متعلق جعلی ویڈیو اور امریکی صحافی ایڈم ایلائیک کے ذریعے تیار کردہ ڈاکومنٹری بھی جس میں ملالہ، اس کے والد ضیاءالدین اور دیگر رشتہ داروں نے طالبان کو دہشت گرد اور امریکہ کو خیر خواہ قرار دیا، اسی مہم کا حصہ تھیں۔ بقول شخصے ملالہ یوسف زئی پر حملہ صہیونی سٹوڈیو میں تیار ہونے والا سلسلہ وار ڈراما ہے۔ ہر بار اس ڈراما کی کہانی اور کردار دونوں نئے ہوتے ہیں۔ اس بار جو ڈراما پیش کیا گیا ہے اس میں کہانی اور ہدایت کار سب اسلام دشمن اور غیر ملکی ہیں۔ جبکہ ہیروئن ملالہ اور ولن نام نہاد طالبان (بلیک واٹر کے تیار کردہ ایجنٹ) ہیں۔ اور کچھ سیاسی مداریوں کو بھی حصہ دیا گیا ہے۔ رضا کار ایکٹر سوشل میڈیا کے عوام اور پاکستانی میڈیا ہے جو اس ڈرامے میں ایسے منہمک اور ساتھ ساتھ تالی بجاتے چلتے ہیں کہ جیسے بندر کا تماشا دکھانے والے مداری کے ساتھ گلی میں بچے چلتے ہیں۔ یہ ڈراما زبردست ہٹ ہو چکا ہے اور لوگ شدت سے اس کی اگلی سلسلہ وار کہانی کے منتظر ہیں جو یقیناً خون مسلم سے لکھی جانے والی ہے۔

قومی اور بین الاقوامی میڈیا جس زور شور سے ایک تسلسل کے ساتھ اس واقعہ پر غم و غصہ کا اظہار کر رہا ہے اور اس کی آڑ میں طالبان کو مطعون کر کے شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کی راہ ہموار کی جاری ہے، اُس سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ سب اسلام اور جہاد کو بدنام کرنے اور ملک کو عدم استحکام اور خانہ جنگی کی آگ میں جھونکنے کی طے شدہ عالمی سازش کا حصہ ہے۔ ایک تجزیاتی رپورٹ کے مطابق ملالہ یوسف زئی کو نشانہ طالبان نے نہیں، امریکی ایجنٹوں نے بنایا۔ کیونکہ حکومت پاکستان پر شمالی وزیرستان پر حملہ کے لئے ایک عرصہ سے دباؤ ڈالا جا رہا تھا، مگر آرمی اس پر رضامند نہ تھی۔ اس آپریشن کی راہ ہموار کرنے کے لئے قبل ازیں امریکہ نے عاصمہ جہانگیر کو جان سے مارنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ جس کا الزام طالبان پر عائد کیا جانا تھا، مگر اس سازش کے منظر عام پر آ جانے کے بعد ملالہ یوسف زئی کو قربانی کا بکرا بنایا گیا۔ ایجنسیاں جب کسی کو اپنے مقاصد کے لئے چن لیتی ہیں تو پہلے میڈیا کے ذریعے اُس کو دیومالائی حیثیت کا رنگ دے دیتی ہیں اور پھر وقت آنے پر اسے اپنے مذموم مقاصد کے لئے قربانی کا بکرا بنا دیا جاتا ہے۔ ملالہ کے ساتھ یہی ہوا۔ دس سال کی ناسمجھ بچی سے منسوب ڈائری (جو مبینہ طور پر اس کے والد لکھتے

رہے) اور اُس میں طالبان پر تنقید ہی نہیں، بلکہ برقع کو پتھر کے دور کی یادگار قرار دینا، داڑھی والوں کو دیکھ کر فرعون کی یاد آ جانا، ملالہ کی اپنے والد اور والدہ کے ہمراہ امریکی سی آئی اے اہلکاروں، رچرڈ ہالبروک اور امریکی سفیر سے ملاقاتوں کی زیرِ گردش تصاویر، 2009 میں امریکی صحافی ایڈم ایلاتک کے ذریعے 20 منٹ کے دورانیے پر مبنی ویڈیو فلم، جس میں طالبان کو دہشت گرد قرار دینے کے ساتھ ساتھ وہ فوج پر کڑی تنقید کرتی ہے جیسے حقائق سے عیاں ہے کہ بچی کو اپنے آلہ کار کے طور پر استعمال کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا۔ اور امریکہ نے جب ضرورت محسوس کی، بچی کو خون میں نہلا کر اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ ملالہ حملہ سازش کے تحت وزیرستان آپریشن کا یہ منصوبہ چار حصوں پر مشتمل تھا، جو بڑی کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ یعنی ملالہ پر قاتلانہ حملہ، طالبان کے خلاف میڈیا مہم، ملک میں مزید دھماکے کرانا، اور آخری مرحلے میں جب پوری قوم وزیرستان پر حملہ کے لئے یکسو ہو جائے تو فوجی آپریشن کرا کر طالبان افغانستان کے شانہ بشانہ لڑنے والے حقیقی طالبان اور مجاہدین کا خاتمہ کرانا۔ ملالہ حملہ کے فوراً بعد وزیرِ داخلہ عبدالرحمان ملک کے اس بیان سے کہ حکومت شمالی وزیرستان میں آپریشن پر غور کر رہی ہے، بلی تھیلے سے باہر آ گئی اور معلوم ہو گیا کہ اس سفاکانہ کارروائی کے پس پردہ اصل مقصد کیا ہے۔ غیر جانبدار عسکری ماہرین صاف کہہ رہے ہیں کہ ملالہ پر حملہ نائن الیون کی شرطیہ نئی کاپی ہے۔ گیارہ سال پہلے نیو یارک کے جڑواں تجارتی مراکز پر حملہ کر کے افغانستان پر حملہ کا ''جواز'' گھڑا گیا، اور اب ایک اور خون ریزی کے لئے ملالہ کو خون میں نہلا دیا گیا۔ نیو یارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں کام کرنے والے ہزاروں افراد بش مسلم کُش کے جنگی جنون کا شکار ہوئے اور اب ملالہ اوباما کی الیکشن مہم کی بھینٹ چڑھا دی گئی۔

یہ کہانی اگر فی الواقع خون سے لکھے جانے کی نوبت آ گئی جس کے آثار ہویدا ہیں اور وزیرستان آپریشن ہو گیا تو اس کے ملک و قوم کے لئے بھیانک اور خوفناک نتائج اور مجاہدین اور طالبان افغانستان کی مزاحمتی قوت کے لئے نقصان کے یقینی خطرات پیدا ہوں گے۔ اس کے علاوہ اس سے امریکی اور پاکستانی صدور کو دو سیاسی ''فوائد'' فوری حاصل ہو جائیں گے۔ اوباما کی صدارتی مہم آخری عشرے میں داخل ہوا چاہتی ہے۔ اُن کی حریف جماعت ری پبلکن کے صدارتی امیدوار مٹ رومنی نے بے روزگاری، مہنگائی اور کساد بازاری کو اپنی انتخابی مہم کا عنوان بنایا ہے، جس سے اوباما سیاسی طور پر سخت دباؤ میں ہیں۔ اوباما نے بھی گزشتہ الیکشن میں انہی چیزوں کو انتخابی مہم کا حصہ بنایا تھا اور Change کے نعرے سے کامیابی حاصل کی تھی، مگر وہ اپنے وعدوں کو پورا نہ کر سکے۔ اوباما انتظامیہ ایک عرصے سے وزیرستان میں آپریشن کا مطالبہ اسی لئے کر رہی ہے، تا کہ ایک طرف طالبان کی مزاحمت کو توڑا جائے اور دوسرے اوباما کو نئی سیاسی طاقت مل جائے۔ اوباما کے مشیر یہ سمجھتے ہیں کہ صدارتی انتخابات سے پہلے وزیرستان آپریشن سے اس کی انتخابات میں کامیابی کی راہ ہموار ہو جائے گی۔ دوسری جانب پاکستان پر مسلط کرپٹ سیکولر اتحادی ٹولے کا سیاسی مفاد بھی اسی میں ہے (اگرچہ ہمارے ہاں ہر ملک دشمن فیصلے اور اسلام دشمن کارروائی کو ''قومی مفاد'' کا نام دیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ بھی قومی مفاد ہی کہلائے گا) ہماری ساری حکومتی سیاست اور پالیسیاں زرداری کی ذات اور الطاف کی بلیک میلنگ کے گرد گھومتی ہیں۔ صدر زرداری تین ماہ بعد ہونے والے انتخابات ملتوی کرنا اور موجودہ اسمبلی کی مدت ایک سال کے لئے بڑھانا چاہتے ہیں، تا کہ اِسی اسمبلی سے وہ دوسری مدت صدارت کے لئے منتخب ہو سکیں۔ وزیرستان آپریشن سے ملک کی داخلی صورتحال کی خرابی کی بنا پر اُن کے لئے یہ کام آسان ہو جائے گا۔

اِس سانحہ کا ایک اور پہلو بھی ہے جو نہایت خطرناک ہے، مگر اُس کی جانب لوگوں کی توجہ بہت کم ہے۔ وہ پاکستان کے نظامِ تعلیم کی مکمل سیکولرائزیشن اور ہماری نظریاتی شناخت کا کلی خاتمہ ہے۔ ملالہ حملہ کے بعد مغربی دنیا میں ملالہ کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے لئے بڑی سرگرمی دکھائی جا رہی ہے۔ اور یہ پروپیگنڈا شد و مد سے کیا جا رہا ہے کہ طالبان لڑکیوں کی تعلیم کے دشمن ہیں، سوات کے سکولوں میں خوف و ہراس کی فضا قائم ہے، جس کی بنا پر بچے سکول نہیں جا رہے ہیں۔ عالمی سطح پر اس پروپیگنڈا کی آڑ میں پاکستان کے نظامِ تعلیم میں رہی سہی اسلامیت کو کھرچ کر اسے مکمل ''روشن خیال'' بنانے کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ برطانوی وزیرِ اعظم گورڈن براؤن جو اقوامِ متحدہ کے گلوبل ایجوکیشن کے سفیر ہیں، اگلے مہینے 9 تاریخ کو پاکستان یہی ایجنڈا لے کر آ رہے ہیں۔ وہ اس ایجنڈے کو بڑی سرگرمی سے آگے بڑھا رہے ہیں۔ انہوں نے ملالہ ایشو پر ایک ویب سائٹ بنائی ہے، اور اس حوالے سے نصف درجن مضامین بھی لکھ چکے ہیں۔ اِن مضامین میں انہوں نے لڑکیوں کی تعلیم پر نام نہاد پابندی کے جھوٹے پروپیگنڈے کے ساتھ ساتھ اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ پاکستان کے تعلیمی نظام میں بنیادی تبدیلیاں لائیں گے۔ انہوں نے اپنے ایک آرٹیکل میں لگی لپٹی بغیر یہ لکھا کہ اُن کا ایجنڈا کیا ہے۔ بقول اُن کے ''اگلے ماہ پاکستان جانے والا وفد دنیا کے ''معروف'' ماہرینِ تعلیم پر مشتمل ہو گا جو پاکستانی رہنماؤں پر زور دیں گے کہ ملالہ پر حملے کے بعد اب یہ ناگزیر ہو چکا ہے کہ تعلیمی اصلاحات میں تیزی لائی جائے۔'' اِس ایجنڈے پر کام پرویزی دور ہی میں شروع ہو گیا تھا، لیکن اب اُسے تیزی کے ساتھ تکمیلی مرحلے میں داخل کیا جا رہا ہے۔ ساتھ ساتھ نظریہ پاکستان، دو قومی نظریۂ اور ملک کے اسلامی تشخص کے خاتمے کے لئے جارحانہ انداز سے مذموم کوشش ہو رہی ہے۔ الطاف حسین کے بیانات اِسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔

ملالہ پر سفاکانہ حملہ یقیناً قابلِ مذمت ہے، لیکن اِس پر ہمارے میڈیا نے جو کردار ادا کیا، وہ حد درجہ نامنصفانہ اور کھلی دھاندلی ہے۔ عام آدمی کے لئے اصل الجھاؤ یہ ہے کہ ملکِ خداداد میں روزانہ بیسیوں افراد قتل ہوتے ہیں۔ کراچی میں رسوائے زمانہ لسانی دہشت گرد ٹولے کے ہاتھوں خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے۔ بلوچستان میں سفاکانہ طریقے سے لوگوں کو اغوا کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ بسوں پر فائرنگ سے بیسیوں غیر بلوچوں کو حقِ زندگی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ وزیرستان میں آئے روز عالمی دہشت گرد امریکہ کے وحشیانہ ڈرون حملوں میں بے گناہ مرد و زن اور بچے موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے ہیں، مگر خون کے آنسو رُلا دینے والی اس خون ریزی پر کہیں احتجاج نہیں ہوتا۔ کیا ڈمہ ڈولا کے مدرسہ پر ہونے والے ابتدائی ڈرون حملے میں شہید ہونے والے 80 بچے انسان نہیں تھے؟ کیا حال ہی میں اپر اورکزئی ایجنسی میں ڈرون دہشت گردی کی بھینٹ چڑھنے والے 18 طلبہ ہماری ہمدردی کے مستحق نہیں؟ ملالہ یوسف زئی پر حملہ پر تو میڈیا اور ساری قوم سراپا احتجاج ہے، مگر میرے سامنے جنوبی وزیرستان

کے علاقے مکین کے آٹھ سالہ ثمر گل کی تصویر ہے جو 14 فروری 2009 کو اپنے گھر سے باہر نکلا ہی تھا کہ غراتے ڈرون سے دوہیل میزائل فائر ہوئے اور ثمر گل کا پھول جیسا بدن بے جان لاشہ بن گیا۔ کسی نے اس پھول کے مرجھانے پر آہ بلند نہ کی۔ بدلگام میڈیا اور بے لگام این جی اوز نے نہ ثمر گل کے والدین سے رابطہ کیا اور نہ اس سانحے پر آنسو بہائے۔ کیا مینگورہ کی گل مکئ اور مکین کا ثمر گل ایک ہی باغ کے دو پھول نہیں تھے؟ 24 مئی 2011 کی صبح میران شاہ کے قریب گاؤں پر ہزاروں میل دور بیٹھے قاتلوں نے ڈرون حملہ کر دیا، جس نے گاؤں کو پل بھر میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ زیارت گل مسجد کے راستے میں تھا کہ شہید ہو گیا اور اس کے دو معصوم بچے سات برس کے زین اللہ اور دس برس کے کریم وضو کر رہے تھے کہ اُن کے جسم چھلنی ہو گئے۔ ان معصوموں کے لئے نہ دعائیہ تقریبات منعقد کی گئیں۔ نہ شمعیں جلائی گئیں، نہ اُن پر حملہ انسانیت پر حملہ قرار پایا، کہ وہ مسجد و مدرسہ سے محبت کرنے والوں، اشک سحر گاہی سے وضو کرنے والوں کے بچے تھے۔ کیا میڈیا کا سارا سچ، ڈورن حملوں کے حامی حکمرانوں کی ساری ہمدردیاں بس ملالہ کے لئے ہیں، جس کے باپ نے چند مفادات کی خاطر اس کی زندگی داؤ پر لگادی؟ ایک ہفتے میں مجموعی طور پر 300 گھنٹے سے زیادہ ملالہ کے لئے وقف کرنے والے میڈیا نے پھول جیسے زین اللہ اور کریم کو تین سیکنڈ بھی نہیں دیئے۔ کیا یہی غیر جانبداری ہے جس کا روز ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے؟ کیا یہی انصاف ہے؟ اقبال سے معذرت کے ساتھ۔

تمیز'' ثمر گل'' و'' ملالہ'' فساد آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

خدارا اِس قوم پر رحم کیجئے۔ خود اپنے آپ پر رحم کیجئے۔ دوہرے معیارات اپنا کر اور اسلام سے وابستگی کو گالی بنا کر آپ اس قوم میں جو تفریق پیدا کر رہے اور اِسے جس تقسیم کی طرف لے جا رہے ہیں، یہ نہایت خطرناک ہے۔ طاغوتی قوتوں نے یہ کھیل جہاں بھی کھیلا، یہ تباہی لایا ہے۔ الجزائر کی مثال ہمارے سامنے ہے، جہاں مذہب سے وابستگی جرم بنا دیا گیا تھا اور ایسے لوگوں کے لئے ہمدردی کا لفظ ہی مٹ چکا تھا۔ اسلامک سالویشن فرنٹ نے نرم انقلاب کی کوشش کی تو اُسے بھی جابرانہ قوتوں نے سبوتاژ کر دیا۔ اسلام پسندوں سے دشمنی جب اس حد تک بڑھ گئی کہ جسے بھی چاہا اُس پر ''طالبان'' کا لیبل لگا کر منظر عام سے ہٹا دیا گیا تو اس کے ردعمل میں وہ بھیانک خانہ جنگی شروع ہوئی، اور وہ خوفناک فساد پھوٹا کہ صرف ایک عشرے میں ڈیڑھ لاکھ سے زائد بے گناہ لوگ اس کی بھینٹ چڑھ گئے۔

اقتداری مصلحتوں کے اسیر زردارو، کرسی اقتدار کے امیدوارو، غیروں کے ڈالروں پر پلنے اور اُن کی ڈکٹیشن پر چلنے والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کیوں بھول گئے ہو کہ تمہیں یوم حساب اپنے ہر ہر عمل کا حساب دینا اور ہر ظلم کا جواب دینا ہے۔ استحصالی رویوں، ناانصافیوں، دوہرے معیارات اور دین اسلام (جو پاکستان کی اساس بھی ہے اور اِسے قائم رکھنے کی واحد بنیاد بھی) سے صریح بے وفائی کے سبب ہم آدھا ملک گنوا چکے ہیں، باقی ماندہ بھی لہو رنگ اور برسر جنگ ہے۔ لسانیت اور صوبائیت کی لعنت سے اس کی چولیں ہل رہی ہیں، خدارا! دشمن کی سازش کو سمجھو جو ہمیں 2020ء سے پہلے صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتا ہے، اور اللہ کے غضب کو مزید نہ بھڑکاؤ۔ کہیں ہمیں نشان عبرت نہ بنا دیا جائے۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف!

☆☆☆

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

قرآن فہمی کورس

پھر سوئے حرم لے چل

ان شاء اللہ یکم نومبر 2012ء تا 17 نومبر 2012ء

جس میں ترجیحاً انٹرمیڈیٹ تعلیم کے حامل طلبہ، کاروباری و ملازمت پیشہ اور بے روزگار حضرات شریک ہوسکتے ہیں تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم سیکھ کر عملی زندگی میں باعمل مسلمان کی زندگی بسر کرسکیں۔

● قیام وطعام اکیڈمی کے ذمہ ہوگا ● تعلیمی ٹائم ٹیبل اور قواعد وضوابط کی پابندی ضروری ہوگی ● خوبصورت لیکچر ہال، مسجد، لائبریری اور دیگر ضروریات ایک ہی چھت کے نیچے ● پرسکون اور پاکیزہ ماحول

اپنی فرصت کے مطابق نام رجسٹرڈ کرائیں

اہل ثروت حضرات سے عطیات کا خیر مقدم کیا جاتا ہے

قرآن اکیڈمی

لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ جھنگ

فون: 047-7628561-7628361

Email Address: hikmatbaalgha @ yahoo.com

پیوٹن کا دورۂ پاکستان ملتوی کیوں ہوا؟

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

شرکاء: ڈاکٹر عبدالسمیع، ایوب بیگ مرزا

میزبان: وسیم احمد

سوال : قیام پاکستان کے بعد ہماری لیڈر شپ نے علاقائی سپر پاور روس کو چھوڑ کر امریکہ سے سفارتی تعلقات بڑھانے کو ترجیح کیوں دی؟

مرزا ایوب بیگ : روس کے بارے میں یہ تصور یا نظریہ بالکل غلط ہے کہ جب سوویت یونین کا قیام عمل میں آیا تھا اُس وقت تمام دنیا میں روس ہی واحد سپر طاقت تھا۔ درحقیقت روس انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع میں ہی سپر طاقت بن چکا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب روس نے سلطنت عثمانیہ کے بہت سے حصوں پر اپنا قبضہ جما لیا تھا۔ نیز زار روس کے دور میں ہی روس نے مادی ترقی کی منازل طے کرنا شرور کردی تھیں۔ زار روس کے زمانے میں مذہبی لحاظ سے اکثریت عیسائیوں کی تھی جبکہ یہودی روس میں تھوڑی تعداد میں تھے۔ لیکن 1917ء میں جب روس میں بالشویک انقلاب آیا تو روس عیسائیت سے دہریت میں تبدیل ہوگیا۔ اس صورتِ حال کے نتیجہ میں سلطنت برطانیہ نے اُس وقت برصغیر پاک و ہند میں یہ عام تصور پھیلا دیا تھا کہ روس کسی بھی وقت ہندوستان پر حملہ کر سکتا ہے۔ بعض تجزیہ نگار یہاں تک کہتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم میں بھی امریکہ اور برطانیہ کی مرضی شامل تھی۔ مغرب کے نزدیک یہ بات سراسر غلط تصور کی جاتی ہے کہ سلطنت برطانیہ نے تقسیم ہند کی مخالفت کی تھی۔ مغربی تجزیہ نگاروں کے نزدیک برطانیہ اور امریکہ کی یہ خواہش تھی کہ روس اور ہندوستان کے درمیان ایک مذہبی ریاست بفرسٹیٹ کی حیثیت سے قائم ہو جائے، تاکہ جب کبھی روس اس خطہ کی جانب رُخ کرے تو امریکہ مذہب کی بنیاد پر اس ریاست کی مدد کرے۔ اسی لیے مغرب نے پاکستان کے قیام میں مدد کی۔ اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پاکستان کا رجحان روس کی بجائے امریکہ کی جانب کیوں ہوا تھا تو میرے نزدیک اس کی ایک خاص وجہ تھی۔ اُس وقت کے حالات کا یہی تقاضا تھا۔ کیونکہ تقسیم ہند سے قبل امریکی سینٹ کا ایک وفد برصغیر پاک و ہند میں آیا تھا۔ اُس وفد نے اپنے دورے میں قائداعظم سے بھی ملاقات کی تھی۔ وفد سے ملاقات کے بعد قائداعظم نے یہ کہا تھا کہ ہم اس خطے میں امریکی مفادات کا تحفظ کریں گے۔ دراصل اُس وقت پاکستان ایک مذہبی ریاست کے طور پر دُنیا کے نقشہ پر اُبھر رہا تھا۔ جبکہ روس کا تصور ایک ملحد اور لادینی ریاست کے طور پر دُنیا کے سامنے تھا۔ لہٰذا ایک ایسی ریاست جو مذہبی نقطہ نظر کے تحت معرضِ وجود میں آ رہی تھی، اُس کا تعلق ایک ملحد اور لادین ریاست کے ساتھ قائم نہیں ہوسکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مسلم لیگ نے روس کی نسبت امریکہ کی جانب رُخ کیا۔ اگرچہ یہ ایک عیسائی ریاست تھی لیکن روس کے برعکس یہ لوگ خدا پر یقین رکھنے والے تھے۔ اسی بنیاد پر مسلم لیگ کی قیادت نے امریکہ سے تعلقات بنائے۔ خود لیاقت علی خان نے شروع میں امریکہ سے روابط بڑھانے کی خواہش کا اظہار بھی کیا تھا لیکن امریکہ نے انھیں کوئی خاص رسپانس نہ دیا۔ پھر انہوں نے روس کی جانب رُخ کیا اور روس کی جانب سے دعوت نامہ قبول کیا تو امریکہ کو پاک روس تعلقات کے بارے میں تشویش لاحق ہوئی۔ ہماری قیادت کا امریکہ کی جانب جھکاؤ اس وجہ سے بھی تھا کہ بھارت میں پنڈت جواہر لال نہرو وغیرہ ایک سوشلسٹ قیادت تھی، لہٰذا پاکستان نے اپنی سلامتی کو مدِنظر رکھتے ہوئے امریکہ سے رابطہ کیا، تاکہ امریکہ سے اسلحہ خریدا جاسکے کیونکہ پہلے دِن ہی سے انڈیا ہماری سلامتی کے لیے خطرہ تھا۔ دوسری جانب ہماری قیادت نے بھی شروع ہی سے بھارت کو اپنا دشمن نمبر ایک سمجھا ہے جو میرے نزدیک بالکل درست ہے۔ یہی وہ بات تھی جو امریکہ سے تعلقات کی وجہ بنی۔ اسی طرح سپر پاور کے لحاظ سے امریکہ روس سے کسی بھی صورت کم تر نہ تھا، بلکہ امریکی ٹیکنالوجی روسی ٹیکنالوجی سے کہیں بہتر تھی۔ بہرحال کمیونزم کے حوالے سے میں یہی کہوں گا کہ اُس وقت کیمونزم کا جس انداز سے عروج ہو رہا تھا اگر اُس وقت پاکستان ایک مذہبی ریاست کی بجائے خدانخواستہ سیکولرازم کی بنیاد پر بنتا تو روسی کمیونزم آسانی سے پاکستان سے گزرتا ہوا بھارت پر چھا جاتا۔

سوال : پاکستان اسلامی نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ نظریاتی پہلو سے آپ پاکستان اور روس کے تعلقات کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسمیع : اگر اسلام کے حوالے سے بات کی جائے تو چین بھی ہمارا دوست نہیں ہے۔ کیونکہ چین کو بھی یہ خطرہ لاحق ہے کہ اگر کہیں پاکستان میں صحیح معنوں میں اسلام نافذ ہو گیا تو وہ چین کے مفادات کے خلاف ہوگا۔ لہٰذا چین بھی انتہائی محتاط انداز سے پاکستان کے ساتھ اپنے معاملات کرتا ہے۔ پاکستان کے چین کے ساتھ صرف معاشی ہی نہیں بلکہ اپنی اسٹریٹیجک بنیادوں کے حوالے سے بھی تعلقات ہیں۔ پاکستان اللہ کے فضل و کرم سے جغرافیائی لحاظ سے ایسے خطے میں واقعہ ہے جہاں تمام ممالک بالخصوص امریکہ کو پاکستان کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے۔ پاکستان کو اپنے تعلقات ہمیشہ اپنے مفادات کو دیکھ کر بڑھانے چاہئیں اور اس میں ہمیں اپنی اسلامی حیثیت کو سرفہرست رکھنا چاہیے۔ معاشی سہارے دوسرے ممالک کے لیے کارگر ثابت ہو سکتے ہیں، لیکن پاکستان کے لیے ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ بقول بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ پاکستان وہ ملک ہے جسے تاریخی اور جغرافیائی عوامل حاصل نہیں ہیں۔ آج سے 65 سال پہلے پاکستان کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ اس ملک کی بنیاد اسلام ہے۔ لہٰذا یہ پاکستان جب بھی کھڑا ہوگا اسلام کی بنیاد پر ہی کھڑا ہوگا۔ افغانستان سے امریکہ کو شکست کے بعد پاکستان اور افغانستان اگر ایک طاقت بن جاتے ہیں تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام دشمن ممالک کے لیے یہ کتنا بڑا خطرہ ثابت ہوسکتا ہے۔ اس حوالے سے اگرچہ ہمارے حکمران اندھے ہیں لیکن مغرب اس معاملے میں بہت باخبر ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں بھی کرپشن عروج پر ہے، لیکن جب کبھی ملکی مفاد کی بات ہوتی ہے، وہ لوگ ملک کے لیے ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہتے ہیں۔ اس ملک کو بنانے میں اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت و تائید شامل حال رہی ہے۔ کیونکہ اس ملک کے قیام کے تمام امکانات مفقود تھے۔ اُس کے باوجود پاکستان کا معرض وجود میں آ جانا کسی بھی معجزے سے کم نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ خراسان کے علاقہ سے مجھے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ بقول علامہ محمد اقبال ''میر عرب ﷺ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے۔'' اس خراساں میں ہماری قبائلی بیلٹ بھی شامل ہے۔ پاکستان کا استحکام صرف نفاذ اسلام سے ہوگا۔ ان شاء اللہ وہ وقت آئے گا جب پاکستان ایک اسلامی ریاست بنے گا، اور پوری دُنیا اس

اسلامی ریاست سے متاثر ہوگی۔

سوال : کیا روسی وزیر خارجہ کا دورۂ پاکستان صدر پیوٹن کے دورے کا نعم البدل ہے اور کیا صدر پیوٹن کے دورۂ پاکستان کے التوا میں آپ کو انڈیا یا امریکہ کا کردار نظر آتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا : روسی وزیر خارجہ کا دورہ صدر پیوٹن کے دورے کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ گزشتہ دنوں ہمارے کمانڈر انچیف بھی روس کے دورے پر گئے ہوئے تھے۔ ویسے بھی ہمارے ملک میں جو بھی غیر ملکی سربراہ آتا ہے اُس کا رابطہ G.H.Q میں لازمی ہوتا ہے۔ لہٰذا میری نظر میں روسی وزیر خارجہ کے دورۂ پاکستان کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ جہاں تک آپ کی اس بات کا تعلق ہے کہ کیا انڈیا یا امریکہ نے روسی صدر کے دورے کو رکوانے میں کوئی اہم کردار ادا کیا ہے تو آپ دیکھیں کہ صدر پیوٹن چار ملکی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لیے پاکستان آ رہے تھے۔ جس میں پاکستان روس، افغانستان اور تاجکستان شامل تھے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ نہ صرف روسی صدر کا دورہ پاکستان ملتوی ہوا بلکہ وہ چار ملکی کانفرنس بھی ملتوی ہوگئی۔ لیکن اس کے باوجود روسی صدر نے تاجکستان کا دورہ کیا۔ ہمارے کچھ تجزیہ نگار اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اس دورے کو ملتوی کروانے میں انڈیا اور امریکہ نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ بات درست ہو سکتی ہے، کیونکہ ایک ازلی دشمن ہونے کے ناتے ہندوستان ہر اس چیز کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کرے گا جس سے ہمارا کوئی فائدہ ہو، لیکن موجودہ صورتِ حال کے تناظر میں اگر آپ پاکستان میں عوامی ریفرنڈم اس بنیاد پر کروائیں کہ ہمارا بڑا دشمن کون ہے تو ہمارے عوام انڈیا کی بجائے امریکہ کو اپنا سب سے بڑا دشمن کہیں گے۔ انڈیا پرانا دشمن ہے تو امریکہ نیا، جو بھرپور طاقت کے ساتھ سامنے آیا ہے۔ لہٰذا امریکہ اور انڈیا دونوں ہی پاکستان کے دشمن ہیں۔ روسی صدر کی پاکستان آمد کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ معاہدوں اور دوسری باتوں کو بالائے طاق رکھ کر صرف یہ دیکھا جائے کہ اگر صدر پیوٹن پاکستان آ جاتے تو نفسیاتی لحاظ سے ہی پاکستان کی حیثیت جنوب مشرقی ایشیا کے خطے میں اتنی اُبھر کر سامنے آتی کہ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اسی طرح پاک ایران گیس پائپ لائن کے حوالے سے روس نے اس معاملے میں اپنی خدمات تک پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی واضح نہیں ہے۔ ہمارے حکام کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ انھیں آخر کس طرف جانا چاہیے۔ امریکہ کی پاکستان سے دشمنی واضح ہونے کے باوجود یہ لوگ امریکہ کی جانب دوڑتے ہیں اور اگر کبھی احساس ہو جائے تو دوسری جانب اپنا رُخ کر لیتے ہیں۔ پھر بھی یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ کہیں امریکہ اِن سے ناراض نہ ہو جائے۔ ہم خالصتاً اپنے مفادات کو سامنے رکھ کر اپنی خارجہ پالیسی بنانے میں ناکام رہے ہیں۔ لہٰذا امریکی اور انڈین سازش سے قطع نظر ہمیں اپنی خامیوں کی جانب بھی دیکھنا چاہیے۔ اس دورے کے التوا میں ہمارا اپنا زیادہ قصور ہے۔ تاجکستان میں روس نے نہ صرف بہت بڑی سرمایہ کاری کی ہوئی ہے بلکہ وہاں روس کی ایک ڈویژن فوج بھی موجود ہے۔ اگرچہ روس سے وسط ایشیائی ریاستوں کو آزادی تو حاصل ہوگئی ہے لیکن روس کا اثر و رسوخ آج بھی اِن ریاستوں میں کافی حد تک موجود ہے۔ لہٰذا روس کی اجازت کے بغیر ہم اِن ریاستوں سے اپنے تعلقات ہرگز بحال نہیں کر سکتے۔ روسی صدر کے دورۂ پاکستان کو ملتوی کروانے میں انڈین اثر و رسوخ کے حوالے سے میں یہی کہوں گا کہ اگرچہ روس اور انڈیا کے پہلے جیسے تعلقات نہیں رہے ہیں، لیکن روس یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ انڈیا کو مکمل طور پر کھو دے، کیونکہ انڈیا روس کے لیے اسلحہ کی اک بہت بڑی منڈی ہے۔ اگرچہ انڈیا نے اب روس کے علاوہ امریکہ سے بھی اسلحہ خریدنا شروع کر دیا ہے، تاہم بھارت میں اب بھی کئی ملین ڈالر کا روسی اسلحہ موجود ہے۔ ہر ملک اپنے مالی مفادات کو سامنے رکھتا ہے۔ اسی مالی فائدے کو سامنے رکھتے ہوئے روس نے یہ فیصلہ کیا، تاکہ بھارت اُس کے ہاتھوں سے نہ نکل جائے۔ لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ آج بھی روس پر امریکی دباؤ کسی نہ کسی حد تک موجود ہے۔ سوویت یونین کی تحلیل کے بعد روس اس حد تک کمزور ہو چکا تھا کہ نیٹو جیسے ادارے میں شمولیت کے لیے خود روس نے درخواست دائر کی تھی۔ لہٰذا اس بات کے بھی صد فیصد امکانات موجود ہیں کہ امریکی دباؤ پر روسی صدر نے اپنا دورۂ پاکستان ملتوی کیا ہو۔ روس اگر کبھی ہمارا دوست نہیں رہا ہے تو موجودہ صورتِ حال کے حوالے سے وہ اب ہمارا دشمن بھی نہیں ہے۔ ساری بات مفادات کی ہے۔ چین جو ہمارا دیرینہ دوست ہے، وہ بھی پاک ایران گیس پائپ لائن منصوبے سے امریکی دباؤ کے تحت پیچھے ہٹ گیا ہے۔ امریکہ اس وقت چین کا ٹریلین ڈالر کا مقروض ہے۔ لہٰذا چین امریکہ کو ناراض کر کے امریکہ میں اپنی سرمایہ کاری کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ اس وقت دُنیا میں سب سے بڑا مفاد معیشت کا مفاد ہے۔ مغرب میں سرمایہ دارانہ نظام قائم ہے۔ اسی لیے انھیں اسلام کے حوالے سے سب سے بڑا خطرہ بھی لاحق ہے کہ اگر اسلام دُنیا کے کسی خطے میں نافذ ہو گیا تو اسلام کا اقتصادی نظام جو سود کے سخت خلاف ہے، ہمارے نظام کی جڑیں کاٹ دے گا

سوال : کیا پاکستانی حکومت کی سیاسی حماقتیں یا امریکہ کا خوف صدر پیوٹن کے دورے کے التوا کا باعث بنے؟

ایوب بیگ مرزا : آپ مجھے بتایئے کہ کیا ہمارے ملک میں کوئی ایسا حادثہ بھی ہوا ہے جس کی وجہ ہمارے حکمران نہ بنے ہوں۔ لہٰذا اس معاملہ میں بھی مجھے حکومت پاکستان کی نااہلی نظر آتی ہے۔ روسی صدر کے دورے سے پہلے صدر پاکستان کا بھی دورۂ روس ملتوی ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ یوسف رضا گیلانی کی وزارتِ عظمیٰ سے رخصتی بتائی جاتی ہے، جس سے ملک میں سیاسی بحران پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ صدر پاکستان کو اس وقت یہ خیال کرنا چاہیے تھا کہ وہ کسی عام ملک کا دورہ نہیں تھا۔ آپ اپنا رُخ بدلنے کا اشارہ دے رہے تھے اور اس سلسلے میں آپ ایک طاقتور ملک کا دورہ کر رہے تھے جو کسی زمانے میں ایک سپر طاقت تھا اور اب دوبارہ اپنے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کر رہا ہے۔ لہٰذا کسی بھی صورت میں یہ دورہ ملتوی نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔ میں یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ روسی حکام نے صدر زرداری کے دورے کی منسوخی کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے اُسے اپنی بے عزتی تصور کیا ہوگا۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم پاکستانیوں کی بارے میں عالمی رائے یہی ہے کہ ہم امریکی غلام ہیں۔ جب ہم نے اپنی شرائط منوائے بغیر نیٹو سپلائی کو بحال کیا تھا تو اُسی وقت روس کو بھی یقین ہو گیا کہ پاکستان میں امریکہ کے حوالے سے کشیدگی کا معاملہ ڈراما ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ پاک ایران گیس پائپ لائن منصوبہ اس وقت اس خطے کا سب سے بڑا ایشو ہے۔ کیونکہ دُنیا کا اس وقت سب سے بڑا ایشو معیشت ہے۔ لہٰذا امریکہ اور چین سے مایوس ہونے کے بعد پاکستان نے روس کی جانب رُخ کیا کہ وہ اس معاملے میں سرمایہ کاری کرے۔ روس کو جب ہماری جانب سے یہ واضح

ادارہ ندائے خلافت کی جانب سے قارئین کو

عید مبارک

نیز قارئین نوٹ فرمالیں کہ عید الاضحیٰ کی تعطیلات کی وجہ سے پریس اور ادارہ کے دفاتر بند رہیں گے۔ بنا بریں ندائے خلافت کا آئندہ شمارہ شائع نہیں ہوگا۔

اشارہ مل گیا کہ ہم اُسے گیس پائپ لائن کا ٹھیکہ دے دیں گے تو اُسے یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ ٹھیکہ اُسے بغیر ٹینڈر کے ملے گا۔ کیونکہ ہم درجنوں ٹھیکے چین کو بغیر ٹینڈر کے پہلے دے چکے ہیں اور اب بھی دیتے ہیں، لیکن جب روسی وفد دنیا کی سب سے بڑی گیس کمپنی ''گاز پروم'' کے ماہرین کے ساتھ پاکستان آیا تو پاکستانی وفد میں شامل بیوروکریٹس نے جنہیں شروع ہی سے امریکہ کی آشیر باد حاصل رہی ہے، اور وہ اکثر امریکہ آتے جاتے رہتے ہیں، اس کمپنی کے سامنے ٹینڈر کا مسئلہ رکھ دیا اور اس کے حق میں بڑی لمبی چوڑی تقریریں کیں۔ مگر گازپروم کے حکام ہمارے دلائل سے مطمئن ہوئے بغیر واپس چلے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تیل کمپنی کے معاملے میں ہم سے حماقتِ عظمیٰ سرزد ہوئی ہے، جس کی وجہ سے روس کی ناراضی بجا ہے۔ ہمیں آغاز ہی میں اُنھیں واضح طور پر کہہ دینا چاہیے تھا کہ ٹھیکہ بغیر ٹینڈر کے نہیں دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس رویے کی وجہ سے روس کو ہم سے بہت مایوسی ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صدر پیوٹن کا پاکستان نہ آنا پاکستان کے لیے سیاسی، اقتصادی اور بین الاقوامی سطح پر شدید دھچکے کا باعث بنا ہے۔

سوال: اسلامی نقطۂ نظر سے واضح کریں کہ پاکستان کو امریکہ سے تعلقات بڑھانے چاہئیں یا روس سے۔ کیونکہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر تمام عیسائی اسلام قبول کرلیں گے، جبکہ روسی تو اللہ تعالیٰ کے وجود کے ہی انکاری ہیں۔ اس حوالے سے پاکستان کی طویل حکمت عملی کیا ہونی چاہیے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: اس معاملے میں ہمیں اپنا حقیقی تعلق تو سب سے پہلے افغانستان کے ساتھ بنانا چاہیے، کیونکہ ہمارے لیے سب سے زیادہ اہمیت آپ ﷺ کی بات ہونی چاہیے خواہ اُس کے لیے ہمیں امریکہ کو ناراض کرنا پڑے، خواہ تمام دنیا کی مخالفت ہی مول لینی پڑے۔ قندھار پر امریکی قبضہ کے بعد ملا محمد عمر مجاہد کا ندائے خلافت میں ایک انٹرویو چھپا تھا۔ ملا محمد عمر مجاہد سے جب پاکستان کے بارے میں اُن کی رائے پوچھی گئی تو انھوں نے یہ کہا تھا کہ پاکستان ہمیشہ سے ہمارا بھائی ہے اور پاکستان کی مجبوریوں کو ہم اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ بہرکیف جب بھی امریکہ افغانستان سے نکلے گا اور جو بھی نئی حکومت بنے گی، اس میں ایک اہم رول لازمی طور پر طالبان کا ہوگا، ان شاء اللہ! طالبان ہنوز پاکستان کے حوالے سے اچھے جذبات رکھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو پاکستان کو بھی ایسی قیادت میسر آئے گی جو طالبان کو نہ صرف قبول کرے گی بلکہ ایک اسلامی جدوجہد کے نتیجے میں ان شاء اللہ اس ملک پر اسلامی شریعت بھی نافذ کرے گی، اور دُنیا کی عظیم قوت بن کر اُبھرے گی۔ طالبان نے افغانستان میں بے سروسامانی کی حالت میں دنیا کی خوفناک ٹیکنالوجی سے لیس امریکی اور نیٹو افواج کی جو درگت بنائی ہے، وہ دنیا کے سامنے ہے۔ چونکہ طالبان کی جدوجہد اور استقامت دین کی نصرت کے لیے ہے، لہٰذا اس کے خوشگوار نتائج سامنے آئے ہیں۔ اسی طرح اگر پاکستان بھی دین کی خاطر کھڑا ہو جائے تو اس خطے میں ایک مضبوط اسلامی بلاک وجود میں آئے گا، جس میں وسطی ایشیا کی مسلم ریاستیں بھی شامل ہو جائیں گی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ روس اور امریکہ میں سے کون زیادہ بہتر ہے تو میرے نزدیک اس اسلامی بلاک کے بن جانے کے بعد ہمیں روس اور امریکہ کی جانب دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوگی۔

ایوب بیگ مرزا: سارا معاملہ نظام کا ہے۔ تمام مغرب اور امریکہ سرمایہ دارانہ نظام پر قائم ہے۔ اسلام کی جانب سے سب سے پہلے ضرب سرمایہ دارانہ معاشی نظام پر پڑے گی۔ اہل مغرب جانتے ہیں کہ مسلمان اگرچہ بظاہر ہم سے کمزور ہیں، لیکن ان کا نظام بہت مضبوط ہے اور ہمارے نظام کی جگہ بآسانی لے سکتا ہے۔ لہٰذا مغرب اسلامی نظام کے حوالے سے اسلام اور مسلمانوں کا زیادہ دشمن نظر آتا ہے۔

(مرتب: وسیم احمد/محمد بدرالرحمٰن)

☆☆☆

بقیہ: حج کی شرائط

دوسری کوتاہی یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کی اکثریت حج کے لیے بڑھاپے کا انتظار کرتی ہے۔ لوگ اس وقت حج پر جاتے ہیں جب ان میں کمزوری بہت بڑھ جاتی ہے اور حج کے مناسک ادا کرنے میں ان کو بہت تکلیف اور مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اس کوتاہی کا ازالہ کیا جانا ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ قدرت اور استطاعت ہوتے ہی حج کے لیے چلے جائیں اور اس معاملے میں صحت اور جوانی کو بیماری اور بڑھاپے پر ترجیح دیں۔ اور اولاد کے شادی بیاہ کو بھی رکاوٹ نہ بننے دیں۔

اخذ و استفادہ

☆اشرف الھدایہ ☆آپ کے مسائل اور اُن کا حل
☆بہشتی زیور ☆جدید فقہی مسائل

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم پھالیہ میں کرنل عاشق حسین کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کی جانب سے مقامی تنظیم پھالیہ میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 اکتوبر 2012ء میں مشورہ کے بعد کرنل (ر) عاشق حسین کو مقامی تنظیم پھالیہ کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم پشاور غربی میں محمد سعید کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم پشاور غربی میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 اکتوبر 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب محمد سعید کو مقامی تنظیم پشاور غربی کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم شاہدرہ میں سید اقبال حسین کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور ڈویژن کی جانب سے مقامی تنظیم شاہدرہ میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 اکتوبر 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب سید اقبال حسین کو مقامی تنظیم شاہدرہ کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم کورنگی ٹاؤن میں محمد اسعد جعفری کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم کورنگی ٹاؤن میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 اکتوبر 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب محمد اسعد کو مقامی تنظیم کورنگی ٹاؤن کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم اسلام آباد جنوبی میں عمران منور قریشی کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم اسلام آباد جنوبی میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 اکتوبر 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب عمران منور قریشی کو مقامی تنظیم اسلام آباد جنوبی کا امیر مقرر فرمایا۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ

فرقان دانش

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنوتمیم سے تھا۔ ابھی وہ بچے تھے کہ ایک قبیلے کے لوگوں نے ان کی بستی پر چھاپہ مار کر جانوروں، عورتوں اور بچوں کو پکڑ لیا۔ ان بچوں میں خباب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ مختلف ہاتھوں سے ہوتے ہوئے مکہ پہنچے، جہاں اُمّ انمار خزاعیہ نامی عورت نے انہیں خرید لیا۔ ام انمار نے آپؓ کو ایک آہن گر کے سپرد کر دیا، تاکہ اسلحہ سازی کا ہنر سیکھیں۔ جب وہ بڑے ہوئے اور اس فن میں مہارت حاصل کر لی تو ام انمار نے ایک دکان ڈلوادی اور ان کی مہارت فن کے ذریعے خوب مالی فائدہ اٹھانے لگی۔ ان کی کاریگری اور دیانت وصداقت کے باعث دکان چل نکلی۔ وہ اہل عرب کی جہالت اور گمراہی سے سخت بے زار تھے اور دعا کرتے کہ یہ تاریک رات جلد ختم ہو۔ ان کی آرزو بہت جلد پوری ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو آپؓ نے خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے چھٹے شخص تھے۔ انہوں نے اپنے اسلام کو چھپانے کی کوشش نہیں کی۔

ام انمار آپؓ کے قبول اسلام کی خبر سنتے ہی آگ بگولہ ہوگئی۔ اس نے اپنے بھائی سباع بن عبدالعزیٰ کو ساتھ لیا اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی خبر لینے کو چل پڑی۔ کچھ نوجوان بھی ان کے ہمراہ ہو گئے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب اپنے ایمان کی تصدیق کی تو یہ لوگ ان پر پل پڑے اور لاتوں اور گھونسوں کی بارش کر دی۔ کسی کے ہاتھ میں ہتھوڑا آیا، کسی نے لوہے کی سلاخ پکڑ لی اور ان کو مارنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئے اور ان کے جسم سے خون بہنے لگا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پہلے کسی نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا۔ یہ بات سردارانِ قریش کو برہم کرنے کے لئے کافی تھی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی جرأت دیکھ کر ان کے ساتھیوں میں بھی حوصلہ پیدا ہو گیا کہ وہ کھل کر اپنے اسلام کا اعلان کریں۔ ان واقعات نے سردارانِ قریش کو سوچنے پر مجبور کیا اور انہوں نے طے کیا کہ اس کو روکنے کے لئے تشدد کی راہ اپنائی جائے، تاکہ ایسے لوگ یا تو نئے دین کو ترک کر دیں اور پرانے دین کی طرف لوٹ آئیں یا ان کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے۔

فیصلے کی رو سے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو سباع بن عبدالعزیٰ اور اس کے قبیلے بنوخزاعہ کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ عین دوپہر کے وقت جب سورج کی گرمی سے زمین تپ رہی ہوتی تب یہ لوگ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو مکہ سے باہر لے جاتے اور اُن کے کپڑے اتار کر لوہے کی زرہ پہنا دیتے اور گرم ریت پر کھڑا کر دیتے۔ سخت گرمی سے جب ان کا حال بُرا ہو جاتا تو پوچھتے: ''محمدؐ کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟'' حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا جواب ہوتا۔ ''وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔ ہدایت اور دین حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں، تاکہ ہم لوگوں کو کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و ہدایت کے اُجالوں میں داخل فرمائیں۔'' یہ جواب سنتے ہی وہ لوگ ان کو بے تحاشا لاتوں اور مکّوں سے مارنے لگتے اور پھر پوچھتے ''لات وعزیٰ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟'' حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا جواب ہوتا ''دو بت ہیں جو کسی کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ۔'' یہ سن کر وہ انہیں گرم پتھروں پر لٹا دیتے۔ یہاں تک کہ ان کے کندھوں سے چربی پگھل کر بہنے لگتی۔

ام انمار نے ایک روز نبی اکرم ﷺ کو حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے بات کرتے دیکھا تو وہ غصے سے پاگل ہو گئی۔ وہ روزانہ دکان پر آتی اور بھٹی میں لوہا گرم کر کے ان کے سر پر رکھ دیتی۔ یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو جاتے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو جب ہوش آتا تو وہ امّ انمار اور اس کے بھائی کے حق میں بددعا کرتے۔

جب رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت مدینہ کی اجازت عطا کی تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی تیاری کر لی، لیکن آپؓ نے اس وقت تک مکہ نہیں چھوڑا جب تک اللہ نے ام انمار کے حق میں ان کی بددعا کو ظاہر نہیں کر دیا۔ وہ شدید قسم کے دردسر میں مبتلا ہوگئی۔ وہ شدت درد کے مارے کتے کی طرح چیختی۔ اس کے بیٹوں نے بہت علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ آخر اطباء نے تجویز کیا کہ اس کے سر کو آگ سے داغا جائے تاکہ درد کو بھول جائے۔

مدینہ میں انصار کی مہمان نوازی سے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو راحت وسکون نصیب ہوا۔ یہاں آ کر آپؓ کو رسول اکرم ﷺ کے قرب و دیدار کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ آپؓ معرکۂ بدر اور معرکۂ احد میں شریک ہوئے۔ غزوۂ اُحد میں ام انمار کے بھائی سباع کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا۔ اس کی لاش دیکھ کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے طویل عمر پائی۔ انہوں نے چاروں خلفاء راشدین کا دور دیکھا۔ عہد فاروقی میں ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، تو خلیفہ نے ان کے ساتھ نہایت عزت واحترام کا برتاؤ کیا۔ ان کو اونچی جگہ پر بٹھایا اور ان سے فرمایا: ''حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بعد اس جگہ پر بیٹھنے کے صرف تم مستحق ہو۔'' اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشرکین کے ہاتھوں جھیلی ہوئی تکالیف کے بارے میں دریافت کیا۔ پہلے تو وہ ہچکچائے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر انہوں نے اپنی پیٹھ سے چادر ہٹا دی۔ ان کی کمر پر جگہ جگہ گڑھے بنے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر غمزدہ ہو گئے اور پوچھا ''یہ کیسے ہوا؟'' حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے بتایا: ''ایک دن مشرکین نے آگ جلا کر انگارے تیار کیے، پھر انہوں نے میرے کپڑے اتار کر مجھے ان انگاروں پر گھسیٹا، یہاں تک کہ میری کمر کا گوشت ہڈیوں سے الگ ہو گیا اور جسم سے نکلی ہوئی چربی نے ان انگاروں کو بجھایا۔''

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے ابتدائی زندگی نہایت افلاس اور تنگدستی میں گزاری، لیکن عمر کے آخری نصف حصے میں اللہ نے انہیں بے تحاشا مال عطا کیا۔ لیکن انہوں

نے اس مال کو ضرورت مندوں کے استعمال کے لئے رکھ چھوڑا اور وہ بھی اس طرح کہ گھر کے ایک حصے میں ساری دولت رکھ دی اور فقراء و مساکین کو اجازت تھی کہ اس سے جتنا چاہے لے جائیں۔ یعنی اس مال کی حفاظت و نگرانی کا کوئی انتظام نہ تھا، نہ اس پر کوئی تالا وغیرہ ہی لگایا تھا۔ اس کے باوجود وہ ہمیشہ خوفزدہ رہتے تھے کہ کہیں یہ مال ان کے لئے آخرت میں عذاب و حساب کا سبب نہ بن جائے۔

مرض الموت میں جب لوگ عیادت کے لئے ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا "اس جگہ اسّی ہزار درہم ہیں جنہیں استعمال کرنے اور لے جانے پر میں نے کبھی روک ٹوک نہیں کی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ مال و اسباب میرے اعمال کا اجر نہ ہو" یہ کہہ کر وہ رونے لگے۔ جب حضرت خباب ؓ کا انتقال ہوا تو امیر المومنین حضرت علی ؓ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ خباب ؓ پر رحم فرمائے۔ انہوں نے بہ رضا و رغبت اسلام قبول کیا۔ اپنی مرضی سے ہجرت کی اور ایک مجاہد کی زندگی گزاری۔ بے شک اللہ تعالیٰ اچھا عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔"

حضرت خباب ؓ سے 33 احادیث مروی ہیں۔

بقیہ: کالم آف دی ویک

کانگریس مین، یورپی یونین، اقوام متحدہ، میڈونا، گرجے، مندر، سول سوسائٹی، سب دستبہ دعا ہیں۔

کیا المیہ ہے کہ ایک طرف لبیک کے قافلے سوئے حرم رواں دواں ہیں۔ رب کی چوکھٹ پر سادہ و رنگین داستانِ حرم دہرائے جانے کو ہے۔ اللہ نہ کرے عافیہ کو اس تمام غلغلے اور طوفان کی خبر ہو، کیونکہ امت کی اس مظلوم بیٹی کے لئے حلق سے آواز بھی نہیں نکلتی۔ یہاں تو سو چھید کی چھلنی والے بھی بول رہے ہیں۔ اس آڑ میں دھڑا دھڑ داڑھی والوں کی گرفتاریاں جاری ہیں۔

پہلے خبر آئی چار اصل ملزم پکڑ لئے۔ اس کے باوجود اب تک پکڑے جانے والوں کی تعداد 120 ہو چکی ہے۔ امریکہ کی اس جنگ کے یہ سارے شاخسانے، المیے ہیں۔ ہمارا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ ظلم پر مبنی یہ جنگ صرف پاکستان کے سہارے اب چل رہی ہے۔ اس سے نکل آیئے، امریکہ کے قدموں تلے سے زمین سرک جائے گی ورنہ اللہ نہ کرے آپ کے حصے سلالہ اور ملالہ ہی آئیں گے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ العزیز

☆ "مسجد نمرہ ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ گوجرانوالہ" میں

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

2 تا 4 نومبر 2012ء (بروز جمعہ (نماز عصر) تا بروز اتوار)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

☆ "قائداعظم یونیورسٹی کالونی مسجد اسلام آباد" میں

مبتدی تربیتی کورس

4 تا 10 نومبر 2012ء (بروز اتوار (نماز عصر) تا بروز ہفتہ)

کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔

☆ "3/B پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکار پور روڈ، سکھر" میں

مبتدی تربیتی کورس

11 تا 17 نومبر 2012ء (بروز اتوار (نماز عصر) تا بروز ہفتہ)

منعقد ہو رہا ہے۔

☆ سکھر میں متذکرہ بالا مقام پر

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

16 تا 18 نومبر 2012ء (بروز جمعہ (نماز عصر) تا بروز اتوار)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء مبتدی تربیتی کورسز میں اور امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماعات میں شرکت کریں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ گوجرانوالہ: 0553891695 / 0300-7478326

برائے رابطہ اسلام آباد: 051-4434438 / 0333-5382262

برائے رابطہ سکھر: 071-5631074 / 0345-5255100

(042)36316638-36366638

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت 0333-4311226/0332-4178275

سلالہ سے ملالہ تک

عامرہ احسان

ہم ایک ایسی جنگ میں گرفتار ہیں جو وبائی مزاج رکھتی ہے۔ یہ عالمی جنگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف چھیڑی گئی ہے۔ اس کے دو فریق ہیں۔ اوباما والا امریکہ، ونیٹو ایک طرف اور دوسری جانب دنیا کے مختلف محاذوں پر لڑنے والے راسخ العقیدہ مسلمان۔ درمیان میں پرائی بارات میں عبداللہ دیوانہ والے مسلمان امریکی محاذ پر پورا ولولہ لئے کمربستہ ہیں۔ یہ سیکولر مزاج رکھتے ہیں اور شاہ سے بڑھ کر شاہ کی وفاداری کرتے ہیں۔ جنگ تو دہشت گردی کے خلاف ہے لیکن اس میں بھولے سے بھی اسرائیل کا تذکرہ نہیں آتا جو فلسطین پر دہشت گردی کا عالمی مجرم ہے۔ اس میں بھارت کی بات بھی نہیں ہوتی جو کشمیر پر دہشت گردی کا مرتکب ہے۔ (اس کے لئے کوالیفائی صرف مسلمان کرتا ہے) اس جنگ کا تازہ ترین شکار ملالہ ہے۔ شاعر نے کہا تھا......

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

زندگی کے تمام معاملات میں پاسبان عقل کو ہمراہ رکھنا چاہئے۔ اسے چھوڑنے کے مواقع کے انتخاب میں ساری خرابی مضمر ہے۔ حالیہ واقعات عقل اور ہوش طلب ہیں۔ ملالہ کے معاملے میں ٹھنڈے دل و دماغ سے ذرا سوچئے تو پورا منظر بدل جائے گا۔ ملالہ کے اصل ذمہ دار کون ہیں؟ ایک نوخیز گیارہ سالہ ناسمجھ بچی کو اس مقام تک پہنچانے والے ہاتھوں کے دستانے اتروا کر انگلیوں کے نشانات تلاش کیجئے۔ ایک خوفناک عالمی جنگ خطے میں جاری ہے۔ قبائلی علاقہ جات میں کون سا بم اور میزائل تھا جو نہیں بویا گیا۔ مظالم کی کون سی قسم تھی جو آزمائی نہ گئی۔

مولانا صوفی محمد کے منہ میں الفاظ ڈال کر آپریشن شروع کیا گیا، جس میں 25 لاکھ قبائل کے مرد، عورتوں، بچوں کی دربدری، اندھا دھند کارروائی جس میں ماورائے عدالت قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوا۔ وہ لاشیں جن پر پرچی ہمراہ نتھی کی گئی کہ جو طالبان کا ساتھ دے گا اس کا انجام یہ ہوگا۔ عاصمہ جہانگیر، انسانی حقوق کمیشن تک چیخ اٹھے۔ ان کی رپورٹیں پڑھ لیجئے۔

سوات میں اجتماعی قبریں منکشف ہوئیں۔

سوات کے ملالہ ہی کے ہم عمر وہ چھ نوخیز بچے جن کی لرزہ خیز ویڈیو، یوٹیوب پر سامنے آئی۔ جنہیں آنکھوں پر پٹیاں، لائن میں کھڑا کر کے گولیاں برسا کر بے رحمانہ مارا گیا۔ جس پر ماریانہ بابر نے بار بار مضامین لکھے۔ جس پر امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے بھی انکوائری کا مطالبہ کیا۔ اس پر نہ کوئی شہ سرخی لگی، نہ کسی اینکر پرسن کے ضمیر پر ہتھوڑا برسا۔ نہ سول سوسائٹی نے انگڑائی لی، نہ موم بتیاں جلیں، نہ بینر لہرائے گئے۔ اس خوفناک منظر نامے میں گیارہ سالہ بچی کو خطرے کی راہ میں ڈالنے والے افراد بھی ذمہ دار ہیں۔ روسی میڈیا کے حوالے سے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ”ملالہ کو شیر کے پنجرے میں ڈالنے والے بھی مجرم ہیں ...... وہ بھی ذمہ دار ہیں جو کچھ سالوں سے شرانگیزی کی تیاری کر رہے تھے اور اب اس صورتحال سے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔“ 11 سال کی عمر کی بچی عالمی جنگی سیاست کے اکھاڑے میں اتاری گئی۔

2009ء میں نیویارک ٹائمز کے نامہ نگار ایڈم ایلک نے اس کی دو فلمیں بنائیں۔ اس عمر میں وہ ہالبروک سے مداخلت کی درخواست کر رہی ہے۔ وہ جنگ جس کی تاب نہ لاتے ہوئے ہالبروک کی شہ رگ پھٹ گئی اور افغانستان کے حالات کے ہاتھوں مر گیا‘ اس میں اس بچی کو استعمال کیا گیا۔ غیور قبائل میں عورت کے حیا کے معیارات (جسے سمجھنے سے ہمارا این جی او، بل بورڈ طبقہ کلیتاً قاصر ہے) کے پرخچے اڑانے کو یہ معصوم ناسمجھ بچی ہی ملی تھی؟ جو فیس بک پر 35 ہزار فین لئے ہوئے ہو، جو (بہ عمر 14 سال) انٹرویو دیتے ہوئے سادگی سے یہ کہہ دے کہ میری سہیلی نے کہا تھا کہ تم وزیراعظم سے ملو گی تو میری طرف سے انہیں جھپی مارنا (Hug)‘ موم بتیاں، یوم ہائے دعا، پوری دنیا میں اس کے تذکرے‘ کیا اس کے اس حال کا مداوا کر سکتے ہیں؟ نیویارک ٹائمز رپورٹر کی تصویر اس کے ہمراہ دیکھئے۔ چھوٹی عمر اور اپنے قد سے بہت بڑے بڑے کام کرتی وہ آج جس حال کو پہنچی وہ اس کے والد کے عزائم اور خواہشات کا عکاس ہے۔ یہ المیہ بڑی بے دردی اور محنت سے تراشا اور کیش کیا گیا ہے۔ وہ بے چاری ابھی سٹریچر پر پڑی ہوئی ہے اور چہار جانب سے شمالی وزیرستان آپریشن کے اعلانات، عزائم، مطالبے شروع ہوگئے؟

میڈیا کے بھونچال سے پاکستان ہلا مارا گیا۔ نشانے پر لینے والے، افغانستان سے براستہ سوات آئے اور آپریشن وزیرستان پر؟ لگے ہاتھوں دو ڈرون حملے ہوئے۔ دوسرے حملے میں دائرہ کار اورکزئی تک بڑھا دیا گیا۔ مدرسے پر حملہ جس میں اساتذہ، بچے اور استادوں کے خاندان نشانہ بنے، یہاں کل 26 شہادتیں ہوئیں۔ نہ ائرایمبولنس، نہ برستی آنکھیں، نہ دعائیہ تقریبات، نہ موم بتیاں، نہ میڈیا پر غیظ و غضب کے برستے تیر، نہ عیادت/ تعزیت کے لئے وزیراعظم، عسکری قیادت، نہ ہمدردی کے دو بول! علم دشمنی، طالبان کا جرم عظیم ہے! سکولوں کو نشانہ بناتے ہیں (کیونکہ سوات میں سکول مورچے تھے) کیا مدارس میں علم نہیں ہوتا؟ پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا...... جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ جانتا نہیں تھا (العلق)۔ دنیا کی لاریب سچائی پر مبنی کتاب جو ”الحکیم“ کی بھیجی حکمت و دانائی کا سرچشمہ اور ”العلم“ ہے!

اگر گندے نالے میں آکسفورڈ، کیمبرج کا نصاب بہا دیا جائے تو قیامت کھڑی ہو جائے علم دشمنی کی۔ ملالہ مظلوم ہے تو اس پر ظلم میں وہ شامل ہیں جنہوں نے اسے قربانی کا بکرا بنایا۔ اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر کے مگرمچھ کے آنسو بہاتا اوباما اس کی آڑ میں وزیرستان آپریشن اور ڈرون حملے کروا رہا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ایک مسلمان بچی کے لئے اوباما، لارا بش،

(بقیہ صفحہ 14 پر)

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی لاہور صدر کے زیر اہتمام امیر تنظیم اسلامی کا خصوصی خطاب

امسال دوران رمضان المبارک Couples شادی ہال واقع نزد صدر گول چکر، لاہور کینٹ دورۂ ترجمہ قرآن کی کامیاب تکمیل کے نتیجہ میں طے پایا کہ شرکاء سے رابطہ برقرار رکھنے کے لئے ماہانہ بنیادوں پر مجالس دروس قرآن کا اہتمام ضروری ہے۔ چنانچہ انتظامیہ کے فراخ دلانہ تعاون اور بعدہٗ نظم بالا کے توسط سے 30 ستمبر امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے خصوصی خطاب سے مذکورہ فیصلے پر عمل درآمد کا آغاز ہوا۔ وما توفیقی الا باللہ۔ اس پروگرام کے لئے قبل ازیں گردو پیش کے علاقے میں مؤثر اور وسیع تشہیری مہم چلائی گئی اور اِس غرض سے تمام ممکنہ وسائل وذرائع بروئے کار لائے گئے۔ بڑے سائز کے بینرز کے علاوہ ایک عدد ہورڈنگ بھی آویزاں کیا گیا۔ علاقہ بھر کی مساجد میں بڑی تعداد میں ہینڈ بلز کی تقسیم بھی اِسی مہم کا حصہ تھی۔ 400 کی تعداد میں رفقاء کے ذریعے احباب تک خصوصی دعوت نامے بھی پہنچائے گئے۔ پروگرام سے ایک دن پہلے دعوتی کیمپ کے ساتھ ساتھ پورے علاقہ میں announcement نیز گشت کا اہتمام بھی قابل ذکر ہے۔

رفقاء کی مساعیٔ جمیلہ اور رب ذوالجلال کی تائید وتیسیر سے سے پروگرام کا بروقت آغاز ممکن ہوا۔ احباب وخواتین کثیر تعداد میں پہلے ہی ہال کے اندر موجود تھے۔ امیر محترم نے اپنے پُرمغز، مدلل اور فکر انگیز خطاب بعنوان ''ناموسِ رسالتؐ کا تحفظ اور ہماری ذمہ داریاں'' کے دوران بجا طور پر فرمایا کہ اعدائے اسلام کی جانب سے توہین رسالتؐ کی انتہائی مذموم اور شرمناک جسارت اُن کے اخلاقی دیوالیہ پن، اخلاقی پستی اور ذہنی گراوٹ کا بیّن ثبوت ہے اور یہی لوگ قرآنی الفاظ اسفل السافلین اور شرالبریہ کا مصداق کامل ہیں۔ تاہم یہ صورتحال ملت اسلامیہ کے لیے بھی انتہائی تازیانۂ عبرت ہے جو رسول عربیؐ سے بے وفائی کے سبب اقوام عالم میں مجبور ومقہور بھی ہے اور ذلت ونکبت جس کے لئے نوشتۂ دیوار بن چکی ہے اور ع ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو کا نقشہ پیش کرتی دکھائی دے رہی ہے۔ ہم ''محمد کی صداقت کی گواہی'' جیسا بنیادی فریضہ اور کارِ عظیم فراموش کر کے دنیا پرستی کی علامت بن چکے ہیں۔ چنانچہ یہی وہ فیصلہ کن لمحہ ہے جب ہمیں حُبّ جاہ وحشمت ترک کر کے قیام نظامِ عدل وقسط کے لئے اپنی بہتر و بیشتر توانائیاں کھپانا ہوں گی۔

وقفۂ سوالات کے دوران میں شرکائے مجلس کی طرف سے اٹھائے گئے مختلف نکات کی وضاحت میں امیر تنظیم اسلامی نے کمال جامعیت سے ''نفاذِ اسلام کے لئے صحیح طریق کار'' مراحلِ انقلاب، انتخابی جدوجہد کے مفاسد اور اقامت دین کی فرضیت، انقلاب اسلامی کے لئے مردان کار کی تعلیم وتربیت میں خواتین کے کردار نیز نسل نو کو الحادِ مغرب اور مادہ پرستی کی یلغار سے روکنے میں اُن کا کردار بیان کیا۔

سوالات کا session اور شرکاء کا انہماک دیدنی تھا، تاہم وقت مقررّہ کے اختتام کے باعث یہ سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔

مقامی تنظیم کی طرف سے بیان القرآن CDs اور چند بنیادی کتب پر مشتمل سٹال بھی لگایا گیا۔ شرکاء کی تعداد 250 کے لگ بھگ تھی، جن میں رفقاء کے علاوہ احباب وخواتین بھی شامل تھیں۔ اللہ تعالیٰ اقامت دین کی جدوجہد سے ہمیں کماحقہ عہدہ برآ ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے، (آمین)۔ (مرتب: محمد طارق جاوید)

مقامی تنظیم اندرون شہر اور وسطی لاہور کے زیر اہتمام نصف روزہ پروگرام

تنظیم اسلامی اندرون شہر اور تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے زیر اہتمام نصف روزہ دعوتی پروگرام ایبک روڈ پر ہوا۔ پروگرام میں 22 رفقاء واحباب شریک ہوئے۔ اس پرگرام کو امیر مقامی تنظیم اندرون شہر ملک عمران احمد نے کنڈکٹ کیا۔ پروگرام کا آغاز حافظ محمد عاصم بٹ نے تلاوت قرآن مجید سے کیا اور اس کے بعد انہوں نے نظم ''خدایا دل بدل دے'' پڑھی۔ بعد ازاں شکیل احمد نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے قرآن مجید کے 23 ویں رکوع کے بعد کی آیات کا رمضان کے احکام کے ساتھ ربط بیان کیا اور جہاد وقتال پر مفصل روشنی ڈالی۔ راقم نے ''تنظیم اسلامی کی دعوت اور طریق کار'' کے حوالے سے ایک مطبوعہ مضمون پڑھ کر سنایا۔ جس میں تنظیم اسلامی کی دعوت اور طریق کار کا خلاصہ بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا تھا۔ اس سے رفقاء کو اپنا تنظیمی سبق دوبارہ تازہ ہوا۔ پھر چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد جب پروگرام کا دوبارہ آغاز ہوا تو امیر وسطی تنظیم نثار احمد خان کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے منہج انقلاب نبویؐ کے پہلے دو مراحل پر سیر حاصل گفتگو کی۔ بعد ازاں ملک عمران احمد نے کتاب ''جینے کا سلیقہ'' (از لطف الرحمٰن خان) سے کچھ اقتباسات سنائے۔ سعید لطیف نے ندائے خلافت میں شائع شدہ امیر محترم کا خطاب جمعہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد جمیل اختر نے سورۃ العصر کی روشنی میں مذاکرہ کروایا اور ایمان اور اس کے ثمرات کے موضوع پر سوال وجواب کی صورت میں اپنے مخصوص انداز میں گفتگو کی۔ شیخ نوید احمد نے انفاق فی سبیل اللہ پر سورۃ الحدید کی آیات کی روشنی میں درس قرآن دیا۔ آخر میں امجد محمود کو درسِ حدیث کے لئے دعوت دی گئی۔ انہوں نے طہارت کے موضوع پر معارف القرآن سے چند احادیث کا مطالعہ کروایا۔ سوا ایک بجے ظہر کی اذان پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: مجیب الرحمٰن قریشی)

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام 8 تا 14 ستمبر 2012 مسجد جامع القرآن گرین ٹاؤن مروٹ میں ایک سات روزہ کل وقتی فہم دین کورس کا انعقاد کیا گیا، جس میں سورۃ الفاتحہ تا سورۃ البقرہ و دیگر دینی موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام کیا گیا۔ مدرس کی ذمہ داری محمد منیر احمد (سابق امیر حلقہ بہاولپور و بہاولنگر) نے ادا کی۔ ظہر، عصر اور مغرب کی نمازوں کے بعد تذکیر بالحدیث کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ اس پروگرام سے قبل تمام رفقاء نے بھرپور دعوتی کام کیا۔ دس بینرز لگائے گئے۔ ایک ہزار پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ علاوہ ازیں احباب کو فرداً فرداً بھی دعوت دی گئی۔ پروگرام کے ناظم محمد عمران شاہد اور ناظم قیام وطعام لیاقت علی تھے۔ پروگرام کل وقتی ہونے کے باعث قیام وطعام کا اہتمام مسجد کے اندر ہی کیا گیا تھا۔ صبح آٹھ سے رات آٹھ بجے تک کلاس وقفے وقفے سے جاری رہی۔ روزانہ دس بجے شرکاء کی چائے اور سویٹ سے تواضع کی جاتی جبکہ عصر کے بعد بھی چائے کا وقفہ کیا جاتا رہا۔ پروگرام میں 40 افراد کل وقتی اور اوسطاً 70 افراد جز وقتی (نماز مغرب کے بعد) شریک ہوتے رہے۔ اس پروگرام کی خاص بات یہ ہے کہ اِس میں علماء کرام بھی شریک ہوتے رہے، اور انہوں نے پروگرام کو بے حد سراہا۔ پروگرام میں شرکت کرنے والے اہل علم میں قاری محمد اکرم (جامعہ حمادیہ)، مولانا عبدالرشید اور قاری عبدالرحمان عتیق (جامعہ محمدیہ، اہلحدیث) شامل ہیں۔ اِس پروگرام کے نتیجے میں مجموعی طور پر 6 افراد نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ پروگرام میں درس کے لئے ہماری درخواست پر برادرم محمد منیر احمد نے اپنی گوناگوں مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وقت نکالا اور انتہائی جامع اور مدلل انداز میں لیکچرز دیئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اور دیگر رفقاء واحباب کی جنہوں نے اس پروگرام کے لئے انفاق کیا، محنتوں کو قبول فرمائے، اور اس راستے میں ہماری تمام مشکلات کو اپنی رحمت وفضل سے آسان فرمائے، اور غلبۂ دین کی اس جدوجہد میں ہمیں مزید ہمت و حوصلہ عطا فرمائے، آمین۔ (مرتب: محمد ریاض)

تنظیم اسلامی اسلام آباد شرقی اور اسلام آباد شمالی کی مشترکہ شب بیداری

تنظیم اسلامی اسلام آباد شرقی اور اسلام آباد شمالی کے رفقاء کا مشترکہ شب بیداری پروگرام 29 اور 30 ستمبر کی درمیانی شب قرآن اکیڈمی اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز نمازِ عصر کے بعد تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ ابتدائی کلمات عظمت ممتاز ثاقب نے کہے۔ تلاوت کے بعد اویس مقصود (مقامی ناظم نشر واشاعت) نے ''انقلاب نبویؐ کا اساسی

منہاج: سورۃ الجمعہ کی روشنی میں" کے موضوع پر بیان کیا۔ اُس کے بعد درس حدیث ہوا۔ رضوان چیمہ نے "جماعت اور بیعت کی اہمیت" پر قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں مفصل گفتگو کی۔ اس کے بعد شرکاء نے فرداً فرداً اپنا تعارف کروایا۔ مغرب کی نماز کے بعد ایک لیکچر ہوا۔ یہ لیکچر محترم عمران بخاری نے دیا۔ وہ قائداعظم یونیورسٹی میں نفسیات کے اُستاد ہیں۔ انہوں نے "دعوت دین اور مخاطب کی نفسیات کے ادراک کی ضرورت" پر گفتگو کرتے ہوئے Behaviour اور Attitude میں فرق بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ دعوت کا مخاطب انسان کی کسی Faculty کو بنانا جانا چاہیے۔ Attitude بدلنے سے انسان کے Behaviour کو آسانی سے بدلا جاسکتا ہے۔ خطاب کے بعد انہوں نے رفقاء کی جانب سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ وقفے میں نماز عشاء ادا کی گئی اور کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کے آخر میں ناظم حلقہ کی جانب سے دی گئی ہدایات کے مطابق ایک ورک شاپ کا انعقاد کیا گیا۔ عمران ریاض نے منتخب نصاب نمبر 2 کے درس 5 (اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی ہیئت ترکیبی اور تنظیمی اساس) سے تیار کردہ سوالنامہ اور مطالعاتی مواد رفقاء کو گروپس کی صورت میں مہیا کیا، اور بعدازاں ان کے جوابات حاصل کئے۔ پروگرام کا اختتام امیر حلقہ راجہ محمد اصغر کی جانب سے چند اعلانات اور دعائیہ کلمات پر ہوا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

ضرورت رشتہ

☆ اسسٹنٹ پروفیسر ایم اے (اکنامکس)، اُردو اسپیکنگ، عمر 47 سال (بیوی سے علیحدگی ہوچکی ہے، اولاد کوئی نہیں) کے لیے کنواری یا بیوہ (بچہ نہ ہو) کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ 0333-3283423

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، عمر 36 سال مرکز گڑھی شاہو، لاہور میں الیکٹریشن کو عقد ثانی کے لئے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ (بیوہ، خلع یافتہ خواتین بھی رابطہ کرسکتی ہیں)

برائے رابطہ: 0321-4254581

☆ لاہور میں رہائش پذیر ریٹائیرڈ ائیرفورس آفیسر کی 21 سالہ سوفٹ ویئر انجینئر بیٹی، قد 5.7 الھدیٰ انٹرنیشنل کے تحت ہونے والے تعلیم القرآن کورس میں زیر تعلیم، باپردہ کے لئے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار، پابند صوم وصلوٰۃ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 042-35225791 0333-4417729

☆ کراچی میں رہائش پذیر اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال دراز قد، تعلیم ایف اے امور خانہ داری میں ماہر کے لئے پڑھے لکھے برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی کے بھائی تنظیم اسلامی کے رفیق ہیں۔

برائے رابطہ: 0300-2673767 0345-3199808

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ ناظم دعوت حلقہ حیدرآباد محترم محمد دین میو کے بہنوئی رضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔

☆ مقامی تنظیم ہارون آباد نمبر 2 کے ایک اُسرہ کے نقیب حافظ لیاقت کی والدہ محترمہ اس دارفانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔

اللہ رب العزت مرحومین کی خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر فرمائے، اور اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے، (آمین) قارئین ندائے خلافت سے بھی مرحومین کے لئے دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

حرفِ حزیں

ہم آخرت کے راہی!

انجینئر احسن عزیز اور اُن کی اہلیہ کچھ عرصہ پہلے وزیرستان میں امریکی سفاکانہ ڈرون حملہ میں شہید ہوگئے۔ احسن عزیز آزاد کشمیر میں اسلامی جمعیت طلبہ کے ناظم رہ چکے تھے اور امیر جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے داماد تھے۔ انہوں نے شہادت سے چند روز قبل اپنا زیرنظر کلام، اپنی آواز میں پڑھا۔

دنیا سے جی چُرا کر، عقبٰی سے دل لگا کر
اپنوں سے دور جا کر، خونِ جگر جلا کر
ہم دے چلے جہا[illegible]ی گواہی
ہم آخرت کے راہی!

فرقان دانش

طارق کی پیروی میں، پس قدمیاں بھلا کر
کودے تھے ساحلوں پر، ہم کشتیاں جلا کر
بے نور گھاٹیوں کی ہم سے چھٹی سیاہی
ہم آخرت کے راہی!

رب سے کیا تھا وعدہ، جنت کا تھا ارادہ
مرنے کی جستجو تھی، جینے سے بھی زیادہ
تثلیث کی صفوں میں ہم سے مچی تباہی
ہم آخرت کے راہی!

حاصل جمہوریت کا، انسان کی ترقی
ارواح کا تنزل، ابدان کی ترقی
دنیا تو چاہ رہی تھی، لیکن نہ ہم نے چاہی
ہم آخرت کے راہی!

اک شہرِ بے اماں میں مسکن رہا ہمارا
بے خانماں سہی پر، ہم ناں تھے بے سہارا
ہوتے نہیں ہیں تنہا اللہ کے سپاہی
ہم آخرت کے راہی!

پہلے بھی اٹھے طوفاں یورپ کی ندیوں سے
جنگ صلیب اب تک جاری ہے صدیوں سے
افغان سے بھی لیکن چھوٹی نہ کج کلاہی
ہم آخرت کے راہی!

عشرت سے کیسے گزرے جب دیں پہ آنچ آئے
یہ سر ہوں دوش پر کیوں، یہ جان کیوں نہ جائے
حق جانچتا ہے کس نے کیسے وفا نبھائی
ہم آخرت کے راہی!

ہم رحمتِ جہاں ﷺ کے پیرو ہوں، نرم خو ہوں
نفرت کے دشت و بن میں الفت کی جستجو ہوں
ہم، امت نبی ﷺ پر ہوں رحمت الٰہی
ہم آخرت کے راہی!

جس جا کہے شریعت ہم سربکف وہاں ہوں
حق روک دے جو لیکن رک جائیں ہم جہاں ہوں
ہم کو نہ ہو گوارا اسلام کی تباہی
ہم آخرت کے راہی!

Vol: 21 Regd. C.P.L NO. 114 No.42

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

Khalid Baig

BRUTAL ACT — US EXIT STRATEGY PSYOPS

Indeed we ought to pray for Malala and condemn the cowardly terrorist attack. In fact, we must condemn all terrorist acts, and not to forget in our prayers the numerous orphan girls of Jamia Hafsa (next to Lal Masjid) who were massacred by state --- or those 75 young kids doing morning exercise in an educational institution in Damadola, Waziristan and were brutally obliterated in the earliest of the drone attack by the international terrorist states aka USA. All these young kids were Pakistani and were students.

While we are at it, we must condemn all the perpetrator of the terrorist attacks that have "used" these brilliant but impressionable young Pakistani minds to become cannon fodder for the "new great game". Malala is no different. Innocent Malala should not be singled out for all our sympathy just because she had a "better luck" of being picked up by an NGO to be groomed to serve vested interests of international and state terrorists --- or because she was "blessed" to have documentaries made and aired by international media including BBC --- or because she was "fortunate" to be with Mr. Holbrook. And all the while she was being indoctrinated to become an icon of liberated soul of Swat, fighting against the oppression of the local terrorists. Indeed she was destined to be maimed from the beginning, once casted in this pysops drama years ago. She was never to be killed --- because then the perpetrators would not have an ongoing trauma that they can use to play with the feeling of Pakistanis. Assassins missing out the target at point blank range is not acceptable unless their goal was to badly injure the girl and not kill her.

All the pupils that were targeted in "terrorist" acts mentioned above also need our prayers! We must also pray for their departed souls when we pray for the injured Malala.

More importantly, we must understand the whole game. As part of her exit strategy, the US wants Pak Army to be engaged in North Waziristan Agency (NWA). Pak Army has reluctantly agreed to it and now needs to get public opinion in favor of this military operation. Some four years ago, to make public perception favorable for Swat operation, the staged drama of public lashing was hyped-up in media. Now for NWA operation this Malala incident has been made and widely publicized in media. NWA has much public support for Pakistan. But now cat is out of the bag --- The attack on Malala happened in Swat but Pak Army, KPK Govt. and GoP, all are talking of eliminating Taliban hundreds of kilometers away in NWA.

We must remember that in case of any criminal offence the first thing to look into is to find who is getting the benefit out of it. Since this brutal attack on Malala, all the "powerful" have found a target to attack. Ironically, this has been the target of international war on terrorism for last 11 years. Thus, can it not be so, that it is a sting operation to induce renewed vigor to this international war on terrorism and pave public opinion for attacking NWA?

It may be more than a coincidence that the USA Consular Staff from Islamabad and Peshawar have been very fond of travelling in the terrorism infested Swat in unmarked vehicles with fake number plates, and many a times getting apprehended by the local police!

So let's pray for ALL the victims of ALL terrorist attacks and condemn ALL the terrorist attacks regardless of the perpetrators, be they Taliban, state actors, international player or even nation states. May Allah give us the vision and wisdom to see the great game --- *Makaru wa makarAll --- Wa Allaho Khair ul makareen*. Ameen!

[*Note*: PSYOPS may be an unfamiliar term to you, yet it is of crucial importance. PSYOPS, or psychological operations, is a term used in military and government intelligence networks to "exploit human vulnerabilities in enemy governments, militaries and populations to pursue national and battlefield objectives".]